REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱

شمارہ ۳۰

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:۔
بذریعہ ہوائی ڈاک
۳۰ پاؤنڈ یا ۴۵ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:۔
دس پاؤنڈ یا ۱۵ ڈالر امریکن

ایڈیٹر:۔
منیر احمد خادم

نائبین:۔
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ ہجری ۲۳ وفا ۱۳۷۱ ہش ۲۳ جولائی ۱۹۹۲ء

اخبار احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا ایک مقبول عمل ہے

ارشادِ باری تعالیٰ:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا ۝

(بنی اسرائیل آیت ۷۹)

ترجمہ:۔ تو سورج کے ڈھلنے (کے وقت) سے لے کر رات کے خوب تاریک ہو جانے (کے وقت) تک (مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت (قرآن) کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت (قرآن) کا پڑھنا یقیناً (اللہ کے حضور میں ایک) مقبول ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

(بنی اسرائیل آیت ۸۳)

ترجمہ:۔ اور ہم قرآن میں سے آہستہ آہستہ وہ (تعلیم) اتار رہے ہیں جو مومنوں کے لئے (تو) شفا اور رحمت (کا موجب) ہے اور ظالموں کو صرف خسارہ میں بڑھاتی ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِہٖ (مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھا کرو کہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرنے والا ہوگا۔

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ۔

ترجمہ:۔ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود بھی قرآن سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

"جو شخص قرآن مجید کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔" (کشتی نوح)

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔۔۔۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغے کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔" (کشتی نوح)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائیٹر:۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

تقدیر الٰہی آئینہ تو نہیں دکھا رہی؟

پاکستانی قوم کے لئے لمحۂ فکریہ!

نوٹ:۔ بدر کے گذشتہ اداریہ کے تسلسل میں جناب رشید احمد چوہدری صاحب پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ لندن کا درج ذیل مضمون ملاحظہ فرمایئے (ادارہ)

گو پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا تاہم بدقسمتی سے اس ملک میں ایک عرصہ سے متنوع مذہب کے نام پر ظلم روا رکھا جا رہا ہے اور اسلام کا مقدس نام استعمال کر کے اسلام کے ہی شیدائیوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ احمدی مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے ۱۹۸۴ء سے لے کر اب تک لاتعداد احمدیہ مساجد کی بے حرمتی کی گئی ان کی پیشانیوں سے ہتھوڑوں کی مدد سے کلمہ طیبہ کھرچ دیا گیا کبھی سفیدی یا روغن سے اس کو مٹانے کی کوشش کی گئی اور جہاں یہ ممکن نہ ہو سکا وہاں لکڑی کے تختے لگا کر کلمہ طیبہ کو نظروں سے اوجھل کر دیا گیا

احمدیوں کی اذانوں کو بحکم سرکار بند کر دیا گیا۔ مساجد میں عبادات بجا لانے پر مقدمات قائم کئے گئے گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں اور بے گناہوں کو صرف اس لئے جیلوں میں بھیج دیا گیا کہ وہ اللہ کا نام لیتے تھے اور وہاں بھی انہیں ایسی گندی جگہوں پر رکھا گیا جہاں بدبو اور تعفن سے دماغ پھٹ جائے انہیں عادی مجرموں خطرناک ڈاکوؤں اور بدنام قاتلوں وغیرہ کے ساتھ کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا۔ مساجد میں آنے جانے والے احمدیوں پر آوازے کسے گئے جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں دی گئیں اور بعض جگہ ان کو شہید کیا گیا بانی جماعت احمدیہ اور دیگر بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ایسی غلیظ زبان استعمال کی گئی کہ آسمان بھی کانپ اٹھا احمدیہ مساجد میں گندگی پھینکی گئی اور طرح طرح کی دلآزاری کے سامان پیدا کئے گئے مساجد کے مینار اور محراب گرانے کے مطالبات کئے گئے اور جلوس بنا بنا کر احمدیہ مساجد پر حملے کئے گئے توڑ پھوڑ کی گئی قیمتی سامان لوٹا گیا۔ بعض جگہوں پر احمدیہ مساجد کو قفل لگا دیئے گئے تاکہ کوئی احمدی ان میں جا کر عبادت نہ کر سکے بعض مساجد کو زبردستی چھین لیا گیا۔ بعض کو مسمار کر دیا گیا اور بعض کو آگ لگا کر شہید کر دیا گیا۔ ظالموں نے مسجد کے اندر رکھے ہوئے قرآن مجید کے نسخوں کو بھی نہ چھوڑا اور انہیں بھی دیگر نایاب دینی کتب کے ساتھ پاؤں تلے روندا گیا اور جلتی آگ میں پھینکا گیا۔

اس سارے ہنگامے میں چند بد فطرت مولوی پیش پیش رہے مگر احمدیہ مساجد کی بے حرمتی کرنے میں پاکستانی پولیس کا کردار بھی اتنا ہی گھناؤنا ہے جتنا ان شر پسند مولویوں کا مزید ستم یہ کہ قوم کے شرفاء نے بھی اس ظلم کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائی ان لوگوں کو اس وقت بھی ہوش نہ آئی جب ہندوستان میں بابری مسجد کا مسئلہ اٹھایا گیا اور ہندوؤں کی ایک انتہا پسند سیاسی جماعت نے اس مسجد کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں اور اس طرح عالم اسلام کو ایک عظیم دکھ اور کرب میں مبتلا کیا جس کا اس کو ابھی تک سامنا ہے۔ مگر وہ تو قرآن کے منکر ہیں بت پرست ہیں جو مسجد کی بے حرمتی پر تلے بیٹھے ہیں مگر پاکستان میں اس مکروہ مہم میں پیش پیش وہ لوگ ہیں جو بظاہر قرآن کو ماننے والے ہیں اور اسلام کے ساتھ عشق جتانے والے ہیں

ایسے دور میں جماعت احمدیہ کے افراد کا جذبہ ایثار قابل قدر ہے وہ اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں خدا تعالیٰ کے ہاں سربسجود ہو کر استقامت کی دعائیں مانگتے رہے۔ اللہ کی راہ میں تمام دکھ سہے ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں اپنی جانوں، مالوں اور عزتوں کی قربانی دی مگر صبر و رضا کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

لازمی تھا کہ ان کی قربانیاں رنگ لائیں اور خدا تعالیٰ اپنی تقدیر کا کوئی اور جلوہ دکھاتا چنانچہ آج کل پاکستان جن حالات سے گذر رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ ان ظالموں کو آئینہ دکھا رہا ہے۔ چنانچہ اسی سندھ میں جہاں احمدیوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے اور جہاں ابھی حال ہی میں جمعۃ الوداع کے موقعہ پر کنڑی کی مسجد میں جمع ہونے والے تمام احمدی احباب کو گرفتار کر کے جیلوں میں بھر دیا گیا حتیٰ کہ احمدی بچوں کو بھی ہتھکڑیاں پہنائی گئیں اور ان سب نے عید الفطر کا دن بھی جیل میں ہی گذارا وہاں اب عوام الناس کو یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے کہ باوجود پولیس کے محافظوں کے اور خرچ کے جیالوں کے۔ باوجود تمام سرکاری قوت کے ڈاکوؤں کا رعب اور خوف و ہراس لوگوں پر اس قدر طاری ہے کہ بقول مولانا نورانی "سندھ میں لوگ گھروں میں نماز پڑھنے پر مجبور ہیں۔" وہ کہتے ہیں کہ "سندھ کا مسئلہ اتنا گھمبیر ہو گیا ہے اور وہاں حالات بڑی تیزی سے بگڑ رہے ہیں۔

سندھ میں لوگ گھروں میں نماز پڑھنے پر مجبور ہیں

اسمبلیاں فوراً توڑ دی جائیں: مولانا نورانی

لاہور (نمائندہ جنگ) اسلامی جمہوری محاذ کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ مرکز اور صوبوں میں فوری طور پر اسمبلیاں توڑ کر ایک ایسی غیر جانبدار عبوری حکومت قائم کی جائے جو ملک میں نئے انتخابات کروائے اور خود انتخابات میں حصہ نہ لے جبکہ ان انتخابات کے منصفانہ انعقاد کے لئے چیف الیکشن کمشنر کو تبدیل کیا جائے۔ اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سندھ کا مسئلہ بہت گھمبیر ہو گیا ہے اور وہاں حالات بڑی تیزی سے بگڑ رہے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ حیدر آباد سے سکھر تک صبح مغرب اور عشاء کے وقت کوئی مسجد کھلی ہوئی نہیں ملے گی۔ کوئی اس بات کو جھٹلا نہیں سکے گا۔ اذانیں بند ہو چکی ہیں اور لوگ گھروں میں نماز پڑھنے پر مجبور ہیں

(روزنامہ جنگ لندن ۲۱ مئی ۹۲ء)

اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ حیدر آباد سے سکھر تک۔۔۔ صبح، مغرب اور عشاء کے وقت کوئی مسجد کھلی ہوئی نہیں ملے گی۔ کہتے ہیں کہ کوئی اس بات کو جھٹلا نہ سکے گا۔ اذانیں بند ہو چکی ہیں اور لوگ گھروں میں نماز پڑھنے پر مجبور ہیں۔"

(جنگ لندن ۲۱ر مئی ۱۹۹۲ء)

خدا کرے قوم ان حالات سے عبرت پکڑے اور خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کی بجائے اس سے بچنے کی تدابیر کرے۔ خدا کرے کہ ہر ایسے موقع پر جب اسلام دشمن مولویوں کے قدم مساجد کو مسمار کرنے کی طرف اٹھیں یا ان کی زبانیں احمدیوں پر حملہ کرنے کی نیت سے حرکت میں آئیں تو پاکستان کے نیک فطرت شرفاء ان کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں تاکہ ملک و قوم تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچ جائے ورنہ خدا کے گھر کی تباہی و بربادی اور اللہ کے نام لیواؤں کو یوں ہر حق سے محروم کرنا تو بہرحال خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہماری قوم کو سمجھ عطا کرے

رشید احمد چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ لندن

درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کے علاج کے سلسلہ میں تا حال حیدر آباد میں مقیم ہیں۔
بفضلہ تعالیٰ بینائی بتدریج بہتر ہو رہی ہے کامل شفایابی کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

فرانس اور سپین دونوں جماعتوں میں اللہ کے فضل سے نمایاں بہت بیداری ہے اور دعوت الی اللہ کے کام میں وہ آگے سے بہت زیادہ مستعد ہیں

وقف عارضی کے نئے پروگرام سے سپین میں انشاء اللہ تعالیٰ زندگی کی ایک نئی لہر دوڑے گی!

خدا تعالیٰ کے فضل سے اب روس میں بہت تیزی سے احمدیت میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے

سپین اور روس میں وقف عارضی کی ولولہ انگیز تحریکات - یورپ کی جماعتوں کیلئے نادر موقع

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۵ر احسان (جون) ۱۳۷۱ ہش ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

چند دن قبل میں فرانس اور سپین کے دورے سے واپس آیا ہوں اس سے پہلے دو خطبات میں جو دونوں ہی سپین میں دیئے گئے اس سفر سے متعلق میں کچھ باتیں بیان کر چکا ہوں لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ چونکہ ریکارڈنگ خراب تھی اس لئے ان خطبات کو ٹیلی وائز (TELEVISE) نہیں کیا جا سکا اور جس طرح پہلے کثرت سے احباب براہ راست استفادہ کر سکتے تھے اس طرح استفادہ نہیں کر سکے اب میں آپ کے سامنے چند باتیں مختصراً رکھوں گا ان دو خطبات کے مضمون کو دہرانا تو یہاں ممکن نہیں ہے۔

پہلی خوشکن بات

جو آپ کے علم میں آنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ فرانس اور سپین دونوں جماعتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت نمایاں بیداری ہے اور دعوت الی اللہ کے کام میں وہ اس سے بہت زیادہ مستعد ہیں جیسا میں نے ان کو پہلے دیکھا تھا جس حالت میں ان کو گزشتہ سفر کے دوران پایا تھا اس سے کئی قدم آگے نکل چکے ہیں مردوں میں بھی عورتوں میں بھی اور بچوں میں بھی دعوت الی اللہ کا شوق پایا جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں نشوونما کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ خدا کے فضل سے دونوں جگہ میرے جانے سے پہلے بھی مقامی لوگوں کی توجہ تھی مختلف ممالک سے آئے ہوئے مختلف ملاقاتوں میں بیٹھنے والوں کی توجہ تھی بیعتیں بھی ہو رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے جانے پر بھی غیر مسلموں کی طرف سے کافی دلچسپی کا اظہار کیا گیا مجالس میں آتے رہے سوال و جواب میں حصہ لیتے رہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے مجالس کے بعد بیعتیں بھی ہوتی رہیں۔ فرانس میں جو سب سے بڑا خوشکن پھل ملا وہ یہ تھا کہ جزائر غرب الہند کے ایک نئے ملک میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیت کا پودا لگا ہے یہ فرانسیسی بولنے والا ملک ہے وہاں کے باشندے جو تقریباً کلیۃً رومن کیتھولک عیسائی تھے ان میں سے ایک صاحب کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی اور وہ صاحب اثر ہیں اور ان کا ایک بڑا خاندان ہے انہوں نے باہر سے آئے ہوئے کچھ اور مسلمان افریقنوں کی مدد کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کا کام کیا انہوں نے مجھے بتایا کہ تقریباً ۲-۳ سو مسلمان وہاں پیدا ہو چکے ہیں یہ جب ہمارے اجلاس میں تشریف لائے تو رفتہ رفتہ بڑی تیزی کے ساتھ ان کے اندر احمدیت کی محبت پیدا ہونی شروع ہوئی۔ لیکن بعد میں گفتگو سے پتہ چلا کہ یہ دراصل اس سے پہلے ہی دلچسپی لیتے تھے۔ اور مشن میں ان کا آنا جانا تھا وجہ یہ بیان کی کہ مسلمان تو ہو گئے تھے توحید سے محبت تھی لیکن مختلف دوسرے مسلمان فرقے دیکھے ان پر دل ٹکتا نہیں تھا اور اندر ہی اندر محسوس کرتے تھے کہ جس چیز کو میں حاصل کرنا چاہتا تھا وہ حاصل ہو نہیں سکی اس احساس محرومی کے ساتھ یہ متلاشی رہے جب فرانس مشن سے ان کا رابطہ ہوا تو بڑی تیزی سے احمدیت میں دلچسپی بڑھنا شروع ہوئی جب میں وہاں گیا تو ملاقات کے دوران میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس علاقے میں جب بھی آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تسلی ہو تو خدا کرے کہ آپ وہ پہلے ہوں جو احمدیت کا پودا لگانے والے ہوں اور ایک منظم طریق کے ذریعہ سارا ملک اسلام کے لئے فتح کرنے والے ہوں تو انہوں نے کہا کہ میرے دل کی تسلی کا تو یہ حال ہے کہ دل چاہتا ہے ابھی بیعت لیں میں نے انہیں سمجھایا کہ کچھ اور پڑھ لیں انہوں نے کہا کہ پڑھنے کی سب باتیں تو ایک طرف ہیں میں تو آپ سے مل کر اتنا مطمئن ہو چکا ہوں کہ میرے لئے اب مزید انتظار کی گنجائش نہیں ان کا جوان بیٹا بھی ساتھ تھا چنانچہ ان دونوں نے بڑی محبت اور اخلاص سے اسی وقت بیعت کی اور مجھ سے یہ عہد کیا کہ میں اپنے ملک کے ان باشندوں کو بھی تبلیغ کروں گا جو یہاں موجود ہیں اور خط و کتابت کے ذریعہ اپنے ملک میں بھی تبلیغ کروں گا اور پھر اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ بہت جلد جب وہاں ایک بڑی تعداد میں احمدی پیدا ہو چکے ہوں تو اس وقت میں آپکو وہاں آنے کی دعوت دوں گا اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ ایک بہت ہی اچھا پھل تھا جو ہمیں عطا ہوا دونوں جگہ مبلغ انچارج ماشاء اللہ بہت عمدہ کام کر رہے ہیں اور سب سے بڑی خوشی کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے جماعتوں میں آپس میں جو کچھ اختلافات اور شکر رنجیاں پائی جاتی تھیں وہ بالکل نابود ہو چکی ہیں۔ ایک لمبا عرصہ خط و کتابت کے ذریعہ بھی اور دیگر ذرائع سے بھی ان کو سمجھانے کی توفیق ملی۔ خصوصاً سپین میں ایک لمبے عرصہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے ناراضگیاں اور مربی سے دوریاں اور بدظنیاں وغیرہ وغیرہ امراض پائی جاتی تھیں لیکن اس دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ خدا کے فضل سے سب ایک جان ہیں نظام کا احترام ہے مربی کے ساتھ گہرا ادب کا تعلق ہی نہیں بلکہ پیار اور محبت کا تعلق قائم ہو چکا ہے اور یہ اسی کی برکتیں ہیں پس اس حوالے سے میں دنیا کی ساری جماعتوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ محض دینی علم کوئی چیز نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ حسین عمل شامل نہ ہو، اس کے بغیر تبلیغ مکمل نہیں ہوتی اور حسین عمل میں آپس کا نفاق ایک زہر کی طرح گھل جاتا ہے۔ حسین عمل انفرادی طور پر خواہ کیسا ہی ہو اگر جماعتوں میں آپس میں نفاق پایا جاتا ہے، دل پھٹے ہوئے ہوں یا نظام جماعت سے بار بار شکوے پیدا ہوتے ہوں اور انسان کی انانیت اس کو امیر سے دور کر دے تو انفرادی حسن عمل سارا بیکار جاتا ہے کیونکہ دودھ خواہ کیسا ہی خالص کیوں نہ ہو اس میں اگر زہر کا قطرہ گھول دیا جائے تو وہ سارا دودھ زہریلا ہو جاتا ہے۔ پس

نفاق جماعتوں کے لئے ایک زہر کی طرح ہے

بعض لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں۔ ہماری بات سُنی جائے اور دوسرے کو سزا دی جائے میں ان سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری انانیت کو اس سے تسکین مل جائے اور میں کسی کو سزا دے بھی دوں تو تمہیں اس سے کیا ثواب پہنچے گا لیکن اگر تم اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے نیچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اس میں بہت بڑا ثواب ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق کی سچائی کا اظہار ہو گا اور امام وقت سے جس کو سچا تعلق ہو وہ اس کی باتوں کو تخفیف سے نہیں دیکھ سکتا اور جس کا تعلق اس کی ذاتی جذباتی قربانی سے ثابت ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس پر پیار کی نظر ڈالتا ہے تو جھگڑا خواہ کسی نوعیت کا بھی ہو ایک موقعہ ہے اس میں ذاتی انتقام لینے کا بھی موقعہ ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے اگر واقعۃً کوئی مظلوم ہے تو اس کا حق ہے کہ اتنا ہی بدلہ لے جتنا اس پر ظلم کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ نہیں لیکن اگر وہ اس حق کو چھوڑ دے اور خدا کے لئے صبر اختیار کرے اور عفو سے کام لے تو اس کا اجر اللہ کے پاس ہے وہ اجر کیا ہے؟ اس کی تفاصیل نہیں بیان فرمائی گئیں وہ اللہ کی محبت اور اس کی رضا کا اجر ہے کسی کے منہ کی خاطر کوئی انسان اپنا حق چھوڑتا ہے تو اس سے لازماً بہت تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنے مختلف جماعتی سفروں کے دوران خود ذاتی طور پر یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے بعض جھگڑنے والے لوگوں کو سمجھایا جن کے جھگڑے بڑی دیر سے چلے آ رہے تھے اس سے پہلے اور بھی لوگ سمجھا چکے تھے لیکن چونکہ اس زمانے میں میں صرف وقف جدید یا خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے ہی سفر کرتا تھا مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک خونی تعلق ہونے کی وجہ سے جماعتوں میں نسبتاً زیادہ نرمی کا گوشہ پایا جاتا تھا پس جہاں دیگر معلم، مبلغ وغیرہ اس سے پہلے ناکام ہوئے وہاں غالباً اسی تعلق کی وجہ سے اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خونی رشتے کی برکت ہی سے ان لوگوں نے اپنے حقوق کو چھوڑا اور اس کے بعد کبھی بھی ان کی محبت میرے دل سے نہیں گئی میں یہ تجربہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ یہ تجربہ کر کے دیکھ لیں آپ کی خاطر اگر کوئی شخص اپنا حق چھوڑتا ہے تو اس کا آپ کے دل میں ایک مستقل مقام بن جاتا ہے اور اگر آپ کے اندر شرافت ہے اور شکر گزاری کے جذبات ہیں تو کبھی بھی آپ اس شخص کی محبت کو دل سے نکال نہیں سکیں گے جس نے آپ کی خاطر اپنے ایک حق کو چھوڑا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کے حضور اپنا مقام بنانے کا اتنا قیمتی نسخہ عطا فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اور مثال آپ کو دکھائی نہیں دے گی فرمایا نیچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو اللہ کی خاطر یہ قربانی کر کے دیکھو اور لطف کی بات یہ ہے کہ دونوں فریق اپنے آپ کو سچا سمجھ رہے ہوتے ہیں پس اس نسخہ کی خوبی دیکھیں کہ دونوں طرف کارگر ہے محبت کی ایسی دو دھاری تلوار ہے کہ دونوں دلوں پر یکساں اثر کرتی ہے کیونکہ فریقین دونوں اپنے آپ کو سچا سمجھ رہے ہوتے ہیں فرمایا: نیچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو دونوں خدا کی خاطر اپنے آپ کو جھوٹوں کی طرح گرا دو اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے بھائی کا دل جیتنے کی کوشش کرو بھائی کا دل جیتا جائے یا نہ جائے جو ایسی کوشش کرے گا۔ وہ خدا کا دل ضرور جیت لے گا۔

پس ایک انتقام کا رستہ ہے اس میں ایک بہت ہی بڑی تنبیہہ بھی حائل ہے فرمایا: دیکھنا اتنا ہی بدلہ لینا جتنا تم پر ظلم کیا گیا ہے ایک ذرہ بھی اس سے زیادہ جانے کی اجازت نہیں اور کون انسان ہے جو انصاف کے معاملہ میں عین اس حد پر رک جائے جہاں دوسرے سے ناانصافی نہ ہو سکے۔ جب جھگڑے ہوتے ہیں تو بالعموم جتنی کسی کو تکلیف پہنچے جب تک اس سے زیادہ تکلیف نہ پہنچالیں دل ٹھنڈا نہیں ہوا کرتا اور وہ بہت خوش نصیب لوگ ہیں مگر بہت کم جو انتقام میں انصاف کو پیش نظر رکھنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو پہلا رستہ اگر کسی نے اختیار کرنا ہے تو وہ ایک حد تک تو جائز ہے لیکن ایک دو قدم بھی اس سے آگے نکل گئے تو وہی انتقام اس کے اپنے اوپر الٹ پڑے گا اور وہ خدا کی ناراضگی کا مورد بن جائے گا دوسرا پہلو وہ ہے جو سراسر نفع کا پہلو ہے اور کوئی نقصان کا سودا نہیں کوئی نقصان کا خطرہ ہی نہیں ہے تمام تر فائدے ہی فائدے ہیں بھائی کی محبت جیتیں گے اور جو اس کا لطف ہے وہ ایک ایسا دائمی لطف ہے جو انتقام کا لطف نہیں ہے اور اگر وہ محبت جیتنے میں ناکام بھی ہو جائیں تو خدا کی محبت ضرور جیتیں گے۔ اور اس کے فضل کئی طرح سے نازل ہوتے ہیں جماعت میں بہت برکت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی طور پر فضل نازل ہوتے ہیں صرف انفرادی طور پر ہی ایک انسان کو فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ ساری جماعت کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ پس میں نے آپ کے سامنے یہ جو دو مثالیں رکھی ہیں ان میں ایک بڑا عنصر یہ تھا کہ پہلے اگر اختلافات پائے جاتے تھے اور خصوصیت سے مرکزی یا مقرر کردہ امیر سے کچھ شکوے تھے تو میرے سمجھانے کے نتیجہ میں ان شریف نیک نفس احمدیوں نے اپنے پرانے کردار کو یکسر بدل ڈالا اور خدا کی خاطر شیر و شکر ہو گئے اور اب اس کا خود لطف اٹھا رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت نشوونما پانے والی جماعتیں بن چکی ہیں۔

سپین کے سلسلہ میں یہ بتانا ضروری ہے

کہ میں ویسے تو وہاں بہت دیر سے نہیں گیا تھا اور جانا ہی تھا لیکن فوری بہانہ EXPO بن گیا سپین میں EXPO کا انعقاد ہوا ہے یعنی ساری دنیا سے مختلف قسم کی انڈسٹریل اور دیگر نمائشیں وہاں لگائی گئی ہیں۔ اس EXPO میں جماعت احمدیہ کو بھی ایک چھوٹا سا سٹال لگانے کی توفیق ملی اور وہ سٹال سب دوسرے سٹالوں سے منفرد اور مختلف تھا ایک تو اس لحاظ سے منفرد اور مختلف تھا کہ سب سے چھوٹا اور غیر نمایاں سٹال وہی تھا اس سے چھوٹا کوئی اور سٹال آپ کو وہاں دکھائی نہیں دے گا۔ آئس کریم بیچنے والے چھوٹے چھوٹے کھوکھے بھی اس سے بڑے تھے اور متمول مغربی ممالک کے جو سٹال تھے وہ بھی مقابلتہً بہت بڑے اور عظیم الشان دکھائی دیتے تھے لیکن جو بڑے ممالک ہیں انہوں نے تو اربوں روپیہ وہاں خرچ کیا بڑے بڑے عمارات تعمیر کئے اور اپنی نمائش پر اتنا غیر معمولی زر کثیر خرچ کیا ہے کہ اس سے انسان مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا بڑی بڑی حکومتوں میں سے امریکہ کا سٹال تھا۔ کینیڈا کا سٹال تھا۔ جاپان کا سٹال تھا چین کا سٹال تھا۔ وہ سارے دیکھنے والے تھے لیکن وہ سارے سٹال ایسے تھے جن کا لطف دنیا کے تعلقوں سے تعلق رکھتا تھا اور دائمی نہیں تھا۔ ایک انسان جاتا ہے اور ان چیزوں کو دیکھتا ہے لطف اندوز ہوتا ہے اور کچھ دیر کے بعد وہ بھول جاتا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے سٹال میں ابدی اور دائمی لطف اور سکینت کے سامان تھے وہ لوگ جن کو وہاں آنے کی توفیق ملی جب انہوں نے تمام دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم دیکھے اور ایک سو سے زائد زبانوں میں انہوں نے قرآن کریم کی منتخب آیات کے تراجم دیکھے، احادیث کے تراجم دیکھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے تراجم دیکھے تو ان کے اندر ایک عجیب غیر معمولی شوق پیدا ہوا۔ ان کی آنکھوں میں چمک آئی انہوں نے کہا کہ ہماری زبان بتائیں وہ بھی ہے کہ نہیں جب وہ زبان ان کو دکھائی جاتی تھی تو عجیب فرط طرب سے یوں لگتا تھا جیسے ایک بلب اچانک روشن ہو جاتا ہے اور بڑی گہری دلچسپی وہ لینے لگ جاتے تھے اس کے نتیجہ میں بہت سی کتابیں خریدی بھی گئیں کچھ لٹریچر مفت بھی تقسیم کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ساری دنیا میں اسلام کا نور پھیلانے کا جو موقع جماعت کو وہاں ملا ہے یہ بہت بڑی سعادت ہے اللہ تعالیٰ اس میں بہت برکت ڈالے۔

وہاں جا کر سٹال دیکھنے کا اور نمائش دیکھنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ سٹال کے منتظمین کے ساتھ اور سپین کی جماعت کے ساتھ اس سٹال سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ عام طور پر گزرتے گزرتے اتفاقاً کوئی شخص دیکھتا اور اس کے پاس وقت ہوتا تو وہ اندر آ جاتا تھا حالانکہ یورپ سے اور دیگر ممالک سے لوگ اور خود سپین کے باشندے بھی اس کثرت سے وہاں آ رہے ہیں کہ گزشتہ دو مہینے کے اندر اندر ۶۰ لاکھ آدمی وہ نمائش دیکھ چکا ہے اور ۶۰ لاکھ میں سے کئی ایسے ہیں جو کئی کئی دن آتے ہیں کیونکہ بہت بڑی نمائش ہے تو اس میں سے ابھی جماعت کا حصہ جتنا چھوٹا سٹال ہے اس کی نسبت سے بھی نہیں

لا بینی آنے والوں کے مقابل پر نمائش پر آتے ہی بہت کم لوگ اس سٹال پر آسکے ہیں یا استفادہ کر سکے ہیں چنانچہ میں نے ان کو سمجھایا کہ آپ کس طرح خوبصورت اشتہار بنائیں اور اس میں یہی بات لکھیں کہ دنیا کے لطف لے رہے ہو ایک ایسا لطف بھی لو جو پھر کبھی نہیں مٹے گا ایک ایسی خوشبو بھی لگاؤ جس کو کوئی دھوبی اور کوئی لانڈری بھی دھو کر اُسے زائل نہیں کر سکتا جو مرنے کے بعد بھی جاری رہے گی۔ اسلام کے پیغام کا یہ ایک چھوٹا سا سٹال ہے آؤ اور اس کو بھی دیکھو۔ اس طرح مختلف لوگ جو QUEUE میں گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں ان میں وہ اشتہار تقسیم کرو لوگوں سے ملو رابطے پیدا کرو تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارے سٹال کی طرف توجہ دسیوں گنا زیادہ بڑھ سکتی ہے اور بھی بہت سے منصوبے بنائے گئے کہ کس طرح لوگوں کے دل جیتنے ہیں۔ کس طرح لوگوں کو لانا ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سفر کے بعد اس سٹال سے استفادہ پہلے سے بہت بڑھ چکا ہوگا اس کے علاوہ

سپین میں کئی تبلیغی منصوبے بھی بنائے گئے

اور ایک ایسا منصوبہ پیش کیا گیا جو اس سے پہلے ذہن میں نہیں آیا تھا اور اس کی برکت ہے میں نے ہدایت کی ہے کہ وہ تمام ملکوں کے اُمراء کو بھجوائی جائے وہ اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق ان تدبیروں پر عمل کر کے دیکھیں جو اس میں بیان کی گئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سب ملکوں میں تبلیغ کا ایک نیا انداز پیدا ہو جائے گا جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ثابت ہوگا

سپین میں وقف عارضی کے متعلق میں اس سے پہلے بھی تحریک کر چکا ہوں لیکن وہاں وقف عارضی کے کوئی ایسے سامان مہیا نہیں تھے جس کے نتیجہ میں لوگ مطمئن ہو کر وہاں جا کر اپنے وقت کو بہترین مصرف میں لا سکتے اور پوری قیمت وصول کر سکتے اس سلسلہ میں بھی ایک منصوبہ اس دفعہ سپین میں تیار کیا گیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ واقفین عارضی جو سپین جائیں گے وہ واپس آکر جو قصے سنائیں گے اس سے لوگوں میں بھی تحریک پیدا ہوگی کیونکہ جب ایک آدمی اپنے روحانی تجارب بیان کرتا ہے تو بسا اوقات اس کے گرد و پیش ماحول میں بہت زیادہ دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قادیان کے سفر سے واپس آنے والوں نے مختلف ممالک میں اپنے جو قصے سنائے ہیں تو بعض لوگوں کے مجھے خطوط موصول ہوئے ہیں اور بعضوں نے فون پر مجھ سے کہا کہ ایسی حسرت پیدا ہوئی ہے اور ہم ایسا پچھتا رہے ہیں کہ کاش ہم کچھ خرچ کر کے بھی ہم وہاں پہنچ سکتے تو پہنچ جاتے اور یہ ایسا موقعہ ضائع ہوا ہے جو پھر کبھی ہاتھ نہیں آسکے گا۔ لیکن وہ آئندہ جلسوں کے لئے بھی ابھی سے تیاری کر رہے ہیں تو جو آنکھوں دیکھا حال واپس آکر سناتا ہے اس کا اور اثر پڑتا ہے۔ اس لئے میں اُمید رکھتا ہوں کہ اب جو واقفین عارضی سپین جائیں گے وہ پہلے سے بہت بہتر حالات میں وہاں منظم طریق پر کام کر سکیں گے اور سپین کی جماعت کی ٹیم (TEAM) اس کام کے لئے تیار ہو رہی ہے وہ سارے سپین کے جائزے لے گی ہر قسم کی معلومات ان کو مہیا کرے گی ایک کمزوری جو بڑی نمایاں طور پر دکھائی دیتی تھی وہ یہ تھی کہ وقف عارضی کے لئے شرط ہے کہ واقف عارضی اپنے خرچ پر ٹھہرے، اپنے خرچ پر سفر اختیار کرے اپنی رہائش کا انتظام کرے۔ اپنا کھانا خود پکائے لیکن مسجد بشارت پیدرو آباد کے پاس رہائش کی کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو ہر آنے والے کے مزاج کے مطابق ہو اور مسجد سے بہت دور ٹھہر کر وقف عارضی سے پورا استفادہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مشن کے ساتھ مضبوط رابطہ ہو، مبلغ انچارج سے ہدایات لے کر اس کی مرضی کے مطابق اگر کام ہو تو اس میں بہت زیادہ برکت پڑتی ہے لیکن اب اس کا یہ ایک حل خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہو گیا ہے کہ میرے گزشتہ سفر اور اس سفر کے دوران جماعت احمدیہ سپین نے بہت عظیم الشان وقار عمل کر کے مسجد کے احاطہ میں ایک بنگلہ بنایا ہے اور جو انہوں نے اس نیت سے بنایا ہے کہ جب میں وہاں جاتا ہوں تو میرے لئے بھی ٹھہرنے کی جگہ بہت شکل سے ملتی ہے لیکن میرے ساتھ جو سٹاف کے ممبر اپنا وقت وقف کر کے بعض دوسرے ساتھ جانے والے جو ہیں ان کو بھی ٹھہرنے میں دقت پیش آتی ہے تو اس خیال سے انہوں نے میرے لئے ایک چھوٹا سا بنگلہ بنایا اور ساتھ جو دوسری عمارت تھی اسکی توسیع کی اب اس میں کافی اضافے ہو چکے ہیں اور رہائش کے اور دفاتر کے انتظامات پہلے سے کئی گنا بڑھ گئے ہیں مسجد بھی خدا کے فضل سے بہت وسیع ہو گئی ہے۔ تو جماعت سپین نے ایک بہت عظیم تاریخی خدمت کی ہے۔ وہاں نوجوان محنت کر کے بہت مشکل حالات میں بسر اوقات کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسلسل اتنی لمبی قربانی پیش کر رہے ہیں مالی لحاظ سے بھی بہت قربانی پیش کی گئی مگر جانی قربانی جو وقار عمل کی قربانی وہاں کی گئی ہے وہ غیر معمولی ہے اس سے مجھے خیال آیا کہ اس بنگلے کا ایک حصہ واقفین عارضی کیلئے رکھا جائے سپین میں معمولی ہوٹل، ایسے ہوٹل جن میں ٹھہرنا گزر اوقات کے لئے اس ٹھیک ہے لیکن کوئی بہت زیادہ خوشکن نہیں ہوتا وہ روزانہ جتنا کرایہ وصول کرتے ہیں اگر ایک ہفتے کے لئے ایک خاندان سے اتنا وصول کیا جائے مثلاً اگر ۲ افراد وقف عارضی پر جا رہے ہیں اور کرایہ ۱۰۰ پونڈ ہفتہ ہو تو یہ تقریباً ۱۶ پونڈ روز کا ہو جائیگا اور میاں بیوی کے لئے فی کس روزانہ ۸ پونڈ جو ہے یہ سپین کے لحاظ سے زیادہ نہیں مگر اس میں بڑی بات یہ ہے کہ ساتھ بہت بڑا بیٹھنے والا کمرہ ہے کھانے کا کمرہ الگ ہے باورچی خانہ، بہت عمدہ ٹائلٹ اٹیچڈ ہر لحاظ سے فرنیش (FURNISH) اگر اس معیار کا ہوٹل وہاں تلاش کیا جائے تو پچیس تیس پونڈ روزانہ خرچ پر وہ عمارت میسر آئے گی تو بہر حال یہ تحریک جدید ان سے طے کرے گی اگر واقفین عارضی کو سو پاؤنڈ ہفتہ آسان دکھائی دے تو وہ سو پاؤنڈ ہفتہ پر اس بنگلہ میں ٹھہر سکتے ہیں اور ساتھ بیٹھنے والے کمرہ میں ان کے ایسے بچے سو سکتے ہیں جو گند کرنے والے نہ ہوں اور اتنے شریر نہ ہوں کہ پائیدان سے لٹکے جاتے ہوں اور ان کو سنبھال کر رکھنا ممکن نہ ہو ایسے بچوں کو تو واقفین ساتھ نہ ہی لیکر جائیں تو بہتر ہے مگر مہذب، عقل والے بچے اور نسبتاً پختہ عمر کے بچے اگر ساتھ ہوں تو تین چار بچے زائد وہاں آرام سے سو سکتے ہیں ہمارے بچے بھی اسی ڈرائنگ روم میں سوتے رہے ہیں یا اس کو فرنشڈ روم (FURNISHED ROOM) کہہ لیجئے وہاں سوتے رہے تو ایک فیملی سے اگر ایک سو بیس پچیس پاؤنڈ ہفتے کا کرایہ وصول کر لیا جائے تو اسے جماعت اپنے فائدہ میں استعمال کرے گی اور وقف کی جو یہ شرط ہے کہ اپنے خرچ پر رہے وہ شرط بھی پوری ہو جائیگی اور باہر ٹھہرنے کی نسبت ہر قسم کی زیادہ سہولت یہاں میسر آئیگی اور اسی طرح مبلغ کی راہنمائی بھی میسر آئے گی۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس تجربے سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔

بہت سے احمدی احباب سیر و سیاحت کے لئے گرمی کی چھٹیوں میں باہر جاتے ہیں اسی طرح سردی کی چھٹیوں میں جاتے ہیں اگر وہ وقف کریں یا سیر و سیاحت کی نیت سے ہی جائیں تو ان کو بھی وہاں ٹھہرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اپنی سیر کے ساتھ خدمت دین کو بھی شامل کریں اور جس حد تک ممکن ہو یہ دونوں کام بیک وقت سر انجام دیں تو اس بنگلے سے یہ ایک مستقل فائدہ پہنچ جائیگا اور اس کا جاری ثواب ان خدمت کرنے والوں کو بھی پہنچتا رہے گا جنہوں نے بڑی محنت سے اس بنگلے کو تیار کیا ہے اس کے علاوہ

سپین سے متعلق میں یہ بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

کہ جب بھی ہم وہاں جاتے ہیں اور بہت عظیم الشان پرانی عمارتوں کو دیکھتے ہیں تو بڑی حسرت سے اسلام کی ترقی کے اس دور پر نظر ڈالتے ہیں جس کے کھنڈرات باقی بچے ہوئے ہیں اور ان عظیم الشان سلطنتوں کی کوتاہیوں سے متاثر ہوتے ہیں اور ان ناکامیوں سے دکھ اٹھاتے ہیں جو کہ بالآخر وہاں اسلام کے صفایا پر منتج ہوئیں۔ لیکن ان عمارتوں کو دیکھتے ہوئے، ان شاندار محلات سے محظوظ ہوتے ہوئے ان کھنڈرات کی موجودہ حالت سے دکھ اٹھاتے ہوئے بہت کم ہیں، جو حقیقت حال کا تجزیہ کر سکتے ہیں اگر آپ اسلام

گی ... میں مجھیں جو غیر مسلموں پر قائم کی گئیں تو اس لحاظ سے پھر وہ مجھیں جو مسلمان ممالک پر قبضہ کیا ہے اس کی عظمت کے بھی گیت گانے چاہئیں انہوں نے بھی دوسری زمینوں پر جا کر مسلمان ممالک پر قبضہ کئے۔ تو گویا ان کا حق نہیں ہے کہ وہ عیسائیت کی عظمت کے گیت گائیں اور دوبارہ عیسائیوں کے نکل جانے پر کف افسوس ملیں اور دکھ محسوس کریں۔ اس سوچ میں کچھ ٹیڑھا پن ہے کچھ غیر اسلامی سی بات پائی جاتی ہے وہ لوگ جو کسی ملک کے باشندے ہیں ان کا حق ہے کہ غیر قوموں کو جو ان پر مسلط ہو جائیں ان کو اپنے ملک سے باہر نکالیں اگر ہندوستانی کا یہ حق تھا کہ انگریز کو باہر نکالے، اگر پاکستانی کا یہ حق تھا کہ انگریز کو باہر نکالے، اگر دنیا کی دوسری نو آبادیات اور کالونیز کا، سب کا یہ حق تھا جیسا کہ ہے چین کا حق تھا افریقہ کے تمام ممالک کا حق تھا کہ وہ غیر قوموں کو اپنی سرزمین سے باہر نکال دیں تو یہ سوال ذہن میں اٹھتا ہے کہ اہل سپین کا کیوں حق نہیں تھا کہ وہ مسلمانوں کو جو غیر قوموں سے تعلق رکھنے والے تھے اور وہاں آکر بزورِ شمشیر مسلط ہوئے ان کو اپنے ملک سے نکال دیں تو اگر آپ نے اس سوچ کی راہیں نیشنلزم (NATIONALISM) کی راہیں بنائیں۔ اگر آپ نے قومیت کے تصور سے متأثر ہو کر اپنے آپ کو ایک قوم کے طور پر سمجھا اور ان گذشتہ واقعات پر ایک قوم کے نقصان کے طور پر آنسو بہائے تو یہ سب جھوٹ ہے اور بے معنی ہے اور بے حقیقت ہے اور انصاف کے تقاضے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس قسم کی سوچوں کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

دوسری ایک اور سوچ ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام اس ملک میں سات آٹھ سو سال تک رہا ہے لیکن کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ ظاہری طور پر اتنی عظیم عمارتیں بنانے کے باوجود جن کی عظمت اور شان و شوکت آج بھی دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کو بھی متأثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس طرح وہ وہاں سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے اور ہمیشہ کے لئے وہاں سے ... کر کے نکال دئیے گئے کہ ان کی تہذیب کے کوئی نشانات دکھائی نہیں دیتے سارا سپین کیتھولک عیسائی بن گیا اور مسلمانوں کا بحیثیت مسلمان وہاں سے نام و نشان مٹا دیا گیا یہ واقعہ آناً فاناً نہیں ہوا۔ اسلام کو مٹاتے ہوئے اور مسلمانوں کو وہاں سے نکالتے ہوئے ان کو تقریباً دو سو سال لگے۔ سوال یہ ہے کہ سات آٹھ سو سال میں ان تاریخی قوموں نے اسلام کو وہاں نافذ کرنے کے لئے کیا کیا۔ کیا یہ ممکن ہے اور عقلاً انسان اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ اسلام کا پیغام اس طرح پہنچایا جائے جس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک شدید مخالف عرب کو پہنچایا تھا اور پھر ان کی وساطت سے باقی دنیا کو پہنچایا اور اس سختی کے ساتھ صدیوں تک رد کیا جائے کہ ساری قوم کلیتہً اس سے نابلد رہے یہ ہو نہیں سکتا کوئی ایسی بنیادی دینی خرابیاں ان لوگوں میں پیدا ہو چکی ہوں گی جن کے نتیجہ میں وہ دنیا کی عظمتوں کے ساتھ ہی مرتکز ہو گئے اور اسلام کو ظاہری زینت کا سبب تو بنا لیا لیکن دلوں میں انقلاب برپا کرنے کے لئے اسے استعمال نہیں کیا گیا۔ اس نقطۂ نگاہ سے جب میں نے اندلس کے محلات کو اس دفعہ دیکھا تو مجھے یہ دیکھ کر بہت ہی گہری تکلیف پہنچی کہ ایک طرف ہم اس بات کی لذت محسوس کرتے ہیں کہ ان محلات کو سجانے والوں نے نہایت ہی اعلیٰ فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت باریک فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن کریم کی آیات کو قطعے پر لکھ لکھ بار بار کندہ کیا ہے اتنی بار کندہ کیا ہے کہ لکھو کھہا کہنا ہرگز مبالغہ نہیں۔ ہو سکتا ہے ان تمام محلات میں جس طرح بار بار قرآن کریم کی آیات ہیں اور لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہ اور اسی قسم کے دوسرے کلمات کندہ کئے گئے ہیں کہ اگر یہ نقوش ایک کروڑ سے زائد نہیں تو ہرگز بعید از عقل نہیں ہے۔ ممکن ہے کئی کروڑ تک یہ بات پہنچ جائے کیونکہ صرف غرناطہ میں نہیں اور غرناطہ کے الحمراء میں ہی نہیں بلکہ دوسرے محلات میں بھی ہر جگہ اسی فن کو دہرایا گیا ہے مسجد قرطبہ میں بھی جا کر آپ دیکھیں مسلمانوں کے جو دیگر قلعے ہیں ان سب میں قرآنی آیات کو اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور حمد کے بعض کلمات کو اس خوبصورتی سے کندہ کیا گیا ہے کہ سات آٹھ سو سال گزرنے کے بعد بھی آج تک وہ اسی طرح موجود ہیں ان میں سے ہر ایک کو تو سات آٹھ سو سال نہیں گذشتے لیکن بعض کو ۵۰۰ سال گزر چکے ہیں، بعضوں کو ... سال یا آخری دفعہ جب مسلمانوں کو نکالا گیا ہے تو وہ ۱۴۹۲ء میں نکالا گیا تھا اس کے بعد ۱۰۰ سال تک یعنی ۱۶۹۰/۹۲ تک کچھ آثار باقی رہے پھر مٹا دئیے گئے تو یہ عرصہ اور اس سے پہلے کا جو عرصہ ہے مثلاً عبد الرحمٰن ثالث جنہوں نے اس فن کو فروغ دیا ہے اور سپین میں بھی دنیاوی طور پر جو سب سے زیادہ عظمتیں حاصل کی گئی ہیں وہ ان کے دور میں یعنی عبد الرحمٰن ثالث کے دور میں حاصل کی گئی ہیں۔ یہ دور دسویں صدی کے آخر اور گیارھویں صدی کے آغاز سے تعلق رکھتا ہے تو اس زمانے کی تحریریں بھی اسی طرح چمک رہی ہیں پس پانچ سو سال پہلے کی ہوں یا سات آٹھ سو سال پہلے کی تحریریں ہوں بالکل یوں لگتا ہے کہ جیسے انہیں آج نقش کیا گیا ہے میں یہ سوچتا رہا کہ انسان ظاہری طور پر استقرار کو دیکھ کر واقعۃً کتنا مرعوب ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ کوشش کی جاتی کہ یہ تحریریں دلوں پر کندہ ہو جائیں اور تمام

اہل سپین کے دلوں پر لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہ لکھا جاتا

تو یہ تحریریں ایسی انمٹ تحریریں ثابت ہوتیں کہ قیامت تک چلتی رہتیں۔ بظاہر پڑھی نہ جائیں لیکن خدا کی تقدیر یہ ثابت کر دکھاتی کہ یہ وہ تحریر ہے جو دل پر ایک دفعہ نقش ہو جائے تو پھر مٹائی نہیں جا سکتی ایسے لوگوں کی گردنیں تو تلوار سے کاٹی جا سکتی ہیں مگر دلوں پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یا لَا غَالِبَ اِلَّا اللّٰہ کی کندہ ہوئی تحریریں مٹائی نہیں جا سکتیں نسلاً بعد نسلٍ چلتی ہیں اور چلتی چلی جاتی ہیں تو یہ سوچتے ہوئے میں بہت ہی گہرے غم میں مبتلا ہو گیا اور میں نے سوچا کہ اب اس ظلم کی تلافی اگر کسی جماعت کے ذمہ ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ ہم نے وہاں ایک نئے جہاد کا آغاز کر دیا ہے اور اس جہاد کو لازماً جاری رکھنا ہے اور آگے بڑھاتے چلے جانا ہے ایک دو دفعہ تحریک کرتا ہوں تو کچھ لوگ لبیک کہتے ہیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد دوسرے کاموں میں مشغول ہو کر میری توجہ دوسری طرف چلی جاتی ہے تو احباب کی توجہ بھی دوسرے کاموں کی طرف پھر جاتی ہے۔ خلیفۂ وقت تو ایک قبلہ نما کی حیثیت رکھتا ہے جدھر وہ منہ کر لیتا ہے ساری جماعت رفتہ رفتہ اسی طرف منہ کر لیتی ہے لیکن یہ تو قبلہ نما ہے جبکہ حقیقی قبلہ کی طرف منہ کرنا ہو گا جس کی طرف توجہ دلا رہا ہے اور تقدیر کی علامتوں کے لئے ... ہیں کہ ان قبلوں کو بار بار نظر کے سامنے رکھا جائے۔ ایک تو قبلہ وہ ہے جو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے میسر آتا ہے لیکن خدا کی تقدیر کے تحت بہت پھیلے پڑے ہیں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؎ یہ وہ آیت کریمہ ہے جو اس مضمون کو بیان فرما رہی ہے کہ جہاں تک سمجھ آ سکے جہاں تک علم ہو قبلہ درست کر لیا کرو۔ کعبہ ہی کی طرف منہ کرو مگر یاد رکھو کہ اصل قبلہ خدا کی طرف منہ کرنا ہے۔ جس طرف بھی تم رُخ کرو گے وہیں تم خدا کو پاؤ گے تو ان معنوں میں توحید کے قبلے چاروں طرف پھیلے پڑے ہیں اور ہر قبلہ کا اپنا ایک محاذ ہے اور ہمیں جماعت کو بار بار یاد دہانی کروانی پڑے گی کہ اس محاذ کی طرف بھی رُخ کرو اور خدا کی خاطر یہاں بھی جہاد کرو۔ تیسرے اور چوتھے اور پانچویں اور چھٹے اور ساتویں محاذ کی طرف بھی رُخ کرو کیونکہ ہر طرف ایک ہی خدا کا قبلہ ہے جس کی طرف منہ کرتے ہوئے تم نے اسلام کا عظیم جہاد کرنا ہے۔ پس سپین کے جہاد کو بھلانے نہیں دینا اسے نظر انداز نہیں کرنا کسی ایسی غافل قوم میں دفن نہیں کرنا جس کی طرف پھر وہ توں نظر نہیں پڑتی بار بار یاد کرانا میرا کام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بار بار کی اس یاد دہانی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دلوں میں تحریک پیدا فرمائے گا اور نئے واقفین بڑے عزم اور ولولے کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کریں گے پس اہل یورپ کے لئے اس حیثیت سے ایک بہت اچھا موقع ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اب وہاں ٹھہرنے کی ایسی سہولت مہیا ہو گئی ہے کہ مارکیٹ ریٹ پر ویسی سہولت آپ کو اتنا کام قیمت میں میسر نہیں آ سکتی اور جو مسجد کے پاس ٹھہرنے کا لطف ہے وہ اس کے سوا ہے یعنی ان سب باتوں پر اضافہ ہے وہاں سے آپ کو وقف عارضی کے منصوبے پروگرام ملیں گے اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے باقاعدہ ایک منصوبہ ان کو سمجھایا گیا ہے جس کے نتیجہ میں اب جب واقفین عارضی وہاں پہنچیں گے تو ان کو اپنے سامنے ایک ٹھوس پروگرام دکھائی دے گا اور اس کے لئے ہر قسم کی ضرورتیں ان کو مہیا کی جائیں گی یعنی

؎ بقرہ آیت ۲۹

لٹریچر وغیرہ کی معلومات کی سہولت اور اس وقت تک انشاء اللہ بعض علاقوں میں ہمارے بعض ایسے رابطے بھی قائم ہو چکے ہوں گے کہ واقفین عارضی جب وہاں جائیں تو اپنے آپ کو بالکل اجنبی علاقوں میں نہ پائیں بلکہ احمدیت سے تعلق رکھنے والے اور اسلام سے محبت رکھنے والے کچھ گھرانے وہاں پہلے سے موجود ہوں جو اُن کی تائید کریں۔ اور ان کی نصرت کریں تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس نئے پروگرام سے سپین میں انشاء اللہ تعالیٰ زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ جائے گی۔

جب میں پچھلے دَورہ پر گیا تھا تو اس وقت جو احمدی ہوئے تھے وہ اللہ کے فضل کے ساتھ بہت ہی ثابت قدم ہیں اور ان میں سے بعض تو ایسے ہیرے اور جواہر بن کر چمکے ہیں کہ بار بار رشک کے ساتھ میں ان کا ذکر کرتا رہا۔ اپنے گھر میں بھی ذکر کرتا رہا۔ ایک عورت جو لیڈار جو ملک کی ایک مشہور شاعرہ تھی وہ احمدی ہوئی اس نے جماعت کے لٹریچر کا مسلسل اپنی زبان میں ترجمہ کیا ہے اور نہایت اعلیٰ زبان ہے اور دن رات وہ خدمت میں مصروف رہتی ہے۔ خود ہی ترجمے کرتی ہے پھر انہیں ٹائپ کرتی ہے اور اُسے احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے ایسی محبت ہے کہ وہاں مجالس میں بھی جب میں عیسائیت اور اسلام کے موازنے کرتا تھا یا اور ایسی باتیں بیان کرتا تھا تو اس پر جب نظر پڑتی تھی تو یوں لگتا تھا جیسے اسلام کے عشق میں وہ پگھلتی جا رہی ہے۔ ان کے دو بیٹے بھی ہیں جو بیمار اور معذور بچے ہیں مگر اس کے باوجود یہ اتنا وقت خدمت دین کے لئے نکالتی ہے۔

ایک اور صاحب تھے جو فرنیچر کی ایک بڑی دکان کے مالک تھے وہ بھی پہلی دفعہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے تین دن کے قریب وہاں قیام کیا اور ان کی حالت میں بھی میں نے بہت غیر معمولی پاک تبدیلی دیکھی تو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اہل سپین اب پہلے کی نسبت بڑھ کر اسلام کی آواز پر لبیک کہیں گے ماحول ایسا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے سوال و جواب کی جتنی مجالس وہاں منعقد کی ہیں اُن سے میں سمجھتا ہوں کہ اب ان لوگوں میں بہت جلد تبدیلی کے امکانات پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک مجلس میں عیسائیت کو منطقی اور عقلی لحاظ سے تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا اور مجھے ڈر تھا کہ وہ چونکہ ایک لمبے عرصہ سے متشدد عیسائیوں کا ملک رہا ہے اس لئے ہو سکتا ہے وہ ناراض ہو جائیں۔ بعض لوگ ناپسندیدگی کے اظہار کے طور پر مجلس سے اٹھ کر چلے جائیں لیکن ہر موضوع پر تفصیلی بحث کے بعد جب میں سوال [illegible] دیتا تھا تو اکثر سر جھکے رہتے اور اگر کسی نے کیا بھی تو [illegible] اس کا جواب سنتے ہوئے بہت جلدی تائید میں سر ہلانے لگ گیا اور جب وہ دو دو گھنٹے کی مجالس اپنے اختتام کو پہنچیں اور میں نے پھر اعلان کیا کہ کوئی سوال کرنا ہو تو اب پھر بتائیں تو کوئی شخص بھی کوئی سوال پیش نہ کر سکا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سب مطمئن ہیں۔ بعض خاندان بطور خاندان آئے ہوئے تھے۔ وہ ایک مجلس کے بعد دیر تک وہاں بیٹھے رہے انہیں کھانا کھلایا اور بہت گہری دلچسپی لینے لگے تو اس سے مجھے یہ مشاہدہ تو میں خود کر چکا ہوں کہ سپین میں بڑی تیزی سے تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور اسلام کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ اور اُمید ہے کہ واقفین عارضی بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس عظیم موقعہ سے فائدہ اٹھائیں گے۔ درخت بعض ایسی حالت میں بھی ہلائے جاتے ہیں کہ پھل نہیں ہوتا۔ بعض ایسی حالت میں بھی کہ پھل کچا ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسی حالت میں بھی کہ پھل پکا ہوتا ہے۔ ہم بچپن میں جب شملہ وغیرہ پر جاتے تھے تو کئی دفعہ بیریوں کو ہلاتے تھے۔ پھل جب کچے ہوتے ہیں تو وہ اُترتے نہیں۔ اور اگر اُترے بھی تو کوئی اِکا دُکا پھل ہاتھ آتا ہے لیکن جب پھل تیار ہو تو ذرا سا جھٹکا دینے سے ہی اتنی کثرت سے پھل گرتا ہے کہ انسان سے سنبھالا نہیں جاتا تو مجھے لگ رہا ہے کہ اب اللہ کے فضل کے ساتھ بہت سے ممالک میں پھل پکنے لگے ہیں اور ہمیں ان کو جھنجھوڑ کر پھل اکٹھا کرنے والے کثرت سے درکار ہیں۔ جب پھل پکنے کا وقت آتا ہے تو پھل کا سنبھالنا واقعۃً مشکل ہو جاتا ہے۔ اہل یورپ جانتے ہیں کہ جب یہاں چیریز (CHERRIES) کے پکنے کا وقت آتا ہے تو زمیندار کس طرح بڑے بڑے بورڈ لکھ کر لگا دیتے ہیں کہ آؤ جتنا چاہتے ہو توڑ کر خود کھاؤ اور جتنی لے جا سکتے ہو لے جاؤ۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ [illegible] ان کو پتہ ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو پھل اُن سے سنبھالا نہیں جا سکتا تو یہ پھل تو بہت ہی قیمتی ہے۔ اس پھل کے لئے کہیں کثرت سے ایسے واقفین عارضی چاہئیں جو اس پھل کی لذتوں سے خود بھی وہاں مستفید ہوں اور یہ ایسا پھل ہے جس کو جتنا کھائیں گے اتنا ہی یہ بڑھتا رہے گا اور دائمی ہوتا رہے گا۔ یہ ایسا پھل نہیں جسے کھا کر آپ ختم کر سکیں۔ لیکن سنبھالنا ضروری ہے۔ پس اس کو سنبھالنے کے لئے وہ خاندان جن میں سیر کا بھی اور خدمت دین کا بھی جذبہ ہے اُن کے لئے ایک بہترین موقعہ ہے۔

آخری چند منٹ میں میں

روس سے متعلق بھی کچھ توجہ دلانا چاہتا ہوں

خدا کے فضل سے اب روس میں بہت تیزی سے احمدیت میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے اور جتنے وفد یہاں سے گئے ہیں وہ بہت ہی مثبت نتائج کی خوشخبریاں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر وفد کے دورہ کے دوران بڑے بڑے اچھے نتیجے پیدا ہوئے اور اس دفعہ جب مولوی منیر الدین صاحب شمس گئے ہیں تو کئی جگہ باقاعدہ ٹھوس جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ بڑے اچھے اچھے صاحب اثر لوگ احمدیت سے مستقل وابستہ ہوئے ہیں اور وہاں جا کر پتہ چلا ہے کہ کس طرح غیر معمولی طور پر احمدیت کا پیغام قبول کرنے کے لئے وہاں صلاحیت موجود ہے۔ بعض لوگوں نے اپنے طور پر جماعت کا لٹریچر وہاں پھیلانا شروع کیا ہے۔

U.S.S.R یونین آف سوویٹ سوشلسٹ ریپبلک جو پہلے ہوا کرتی تھی اب یہ ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے یا ٹکڑے ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے اس کو اہل باہر کی زبان میں رشیا (RUSSIA) کہتے ہیں حالانکہ رشیا ان میں سے صرف ایک ریاست کا نام ہے۔ تو جب میں نے رشیا کہا تو مراد یہ ساری ریاستیں ہیں۔ ان میں جو مسلمان ریاستیں ہیں ان میں تو اس پیغام کے نتیجہ میں ایسا مثبت ردعمل دکھایا گیا ہے کہ کئی اخبارات نے خود ہی طور پر اپنے اخبارات میں اسے شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور روس لیکن جو واقعۃً رشیا ہے۔ روس میں بھی ایک دلچسپ چیز تو اتنے اعتماد بڑے شوق سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں یہ پیغام اپنے خرچ پر شائع کروں گا اور سب کا بڑا مشکل تھا کہ وہاں روس کو [illegible] کی مدد کی ضرورت ہے۔ وہاں جو جا کر لٹریچر ان کے [illegible] واقفین عارضی کے سب سے بڑی مشکل یہ پیش تھی کہ اگر وہ مثلاً ماسکو جا کر ٹھہریں یا دوسرے شہروں کا ہوٹلوں میں سفر کریں تو حکومت کا قانون ایسا ہے کہ باہر کے مسافر کو بہت زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ یعنی ماسکو میں روزانہ ۱۲۰۰ [illegible] ایک شخص چالیس ڈالر روزانہ پر ہوٹل ملے گا اور لازماً تھا کہ یہ بیرونی کرنسی میں ادا کرنا ہوگا تو یہ اکثر واقفین عارضی کی توفیق سے باہر بات تھی۔ اس کا حل یہ کیا گیا ہے کہ ماسکو میں ہم نے اپنا ایک فلیٹ لے لیا ہے۔ اس فلیٹ کو بھی [illegible] جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہمیں سہولت کے لئے پر واقفین عارضی کے لئے پیش کیا جائے گا۔ جس نے وقف کرنا ہو وہاں جائے۔ وہاں ہم نے مستقل [illegible] ایک اچھا انگریزی جاننے والا اچھا روسی زبان جاننے والا [illegible] نے وہاں باقاعدہ ایمپلائے (EMPLOY) کر لیا ہے۔ وہ اس فلیٹ میں موجود ہوگا اور آپ کی ہر قسم کی راہنمائی بھی کرے گا اور اس کی وساطت سے دوسری جگہ جہاں نئے روابط ہوئے ہیں وہاں تک پہنچنا آسان ہوگا۔ کم سے کم روپیہ خرچ کر کے سفر کرنے کے متعلق وہ ہر قسم کی مدد کرے گا۔ اور اس کے لئے یہاں بھی معلومات اکٹھی کی جا چکی ہیں یعنی وہ صاحب اگر وہاں ہوں یا نہ ہوں یہاں سے قطع نظر فلیٹ کی چابی یہاں سے بھی حاصل کریں اور وقف عارضی کا گروپ [illegible] جا سکتا ہے تسلی سے ٹھہر سکتے۔ اگر وہ [illegible] ڈالر روزانہ [illegible] پانچ ڈالر اور کہاں ڈیڑھ سو ڈالر روزانہ اور اگر کسی [illegible] توفیق کم ہو تو اس سے بھی سستا کیا جا سکتا ہے مگر سستا کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ جماعت نے تو مستقلاً اس پر خرچ کیا ہے۔ اس کی بجلی پانی وغیرہ ہر چیز کا خرچ ہوگا۔ گیس کی سہولت ہے۔ ٹیلی فون کی سہولت ہے سب میسر ہے

واقع ہے۔ اگر کوئی اس قسم کی سہولت کا مکان وہاں کرایہ پر عارضی طور پر لے تو ایسے روزانہ دو اڑھائی سو ڈالر دینے پڑیں گے۔ بہر حال یہ روپیہ زیر بحث نہیں ہے۔ میں تو یہ سمجھا رہا ہوں کہ واقفین عارضی کی سہولت کے لئے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے کہ کم سے کم خرچ پر ان کا سفر مکمل ہو اور زیادہ سے زیادہ معلومات ان کو سفر اختیار کرنے سے پہلے مہیا کر دی جائیں۔ اس سلسلہ میں ملبی محنت کے بعد اب ہم نے تبشیر میں بہت سی معلومات اکٹھی کرلی ہیں۔ بہت سے روابط اور ان کے پتہ جات اکٹھے کر لئے گئے ہیں۔ روسی زبان میں لٹریچر شائع ہو چکا ہے اور مزید ہو رہا ہے اور جتنا شائع ہوا ہے بہت ہی مفید پایا گیا ہے تو اب ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر اور ہر قسم کے ایسے جہاد کے سامانوں سے مرصع ہو کر واقفین روس جا سکتے ہیں اور مختلف علاقوں میں جا کر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدمتِ دین کا کام سر انجام دے سکتے ہیں۔

اس ضمن میں

ایک آخری بات

میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ وہاں رابطوں کے لئے ہمیں تبلیغ کے علاوہ بھی کچھ باتیں کرنی ہوں گی۔ روس اس وقت خطرناک اقتصادی بدحالی کا شکار ہے اور باہر کی دنیا سے جو تاجر جا رہے ہیں وہ اکثر لوٹنے کی نیت سے جاتے ہیں۔ میں احمدی تاجروں کو یا واقفین عارضی کو جو تاجرانہ بھی سوجھ بوجھ رکھتے ہوں دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ وہاں جا کر کچھ تجارتی رابطے قائم کر سکتے ہوں تو اس کے کئی فوائد ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو سفر خالصتہً دین کے لئے اختیار کیا گیا ہو اگر اس کے نتیجہ میں دنیا بھی حاصل ہو جائے جو پھر دین کی خدمت میں استعمال ہو تو اس سے اچھا اور کیا ہو سکتا ہے اور وہاں اس کے بہت مواقع ہیں۔ جو صنعتکار ہمیں میسر آسکتے ہیں وہ ہم نے اکٹھی کی ہیں اور تاجر انڈسٹریلسٹ (INDUSTRIALIST) اور اس قسم کے دوست جو مثلاً ہوٹل کا کام جانتے ہیں ان کے وہاں جا کر ذرائع معاش حاصل کرنے کے بہت مواقع ہیں اور حاصل کرنے سے زیادہ مہیا کرنے کے بہت مواقع ہیں اور مجھے اس وقت دوسرے شعبہ میں زیادہ دلچسپی ہے۔ اگر احمدی تاجر اس نیت سے وہاں روابط پیدا کرے اور احمدی کارخانہ دار اس نیت سے وہاں کارخانے بنائے اور ریسٹورانٹ کا تجربہ رکھنے والے احمدی اس نیت سے وہاں ریسٹورانٹ کھولیں کہ مقامی طور پر لوگوں کی اقتصادی حالت بہتر بنائی جائے تو جہاں احمدیت قائم ہو چکی ہے وہاں احمدیوں کو خدا کے فضل سے بہت سی دلی سہولتیں حاصل ہو جائیں گی۔ اور انتہائی غربت کی حالت میں بھی ان لوگوں نے چندے شروع کئے ہیں تو اگر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیت سے ان کو دین کے علاوہ دنیا بھی مل جائے تو بہت بڑا استحکام حاصل ہوگا اور ان کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کی توجہ بھی پیدا ہوگی اور جب بھی آپ ایسے ملک سے تجارت کرتے ہیں جو اس قدر بیمار ہے تو اس میں تجارت کرنے والے کے لئے نقصان کا کوئی احتمال نہیں رہتا۔ کچھ نہ کچھ فائدہ اس کو ضرور پہنچے گا لیکن اگر آپ اپنے فائدہ کو پیش نظر نہ رکھیں اور دین کی خاطر ضرورتمند لوگوں کے فائدے کو پیش نظر رکھیں تو دنیا کا فائدہ تو ہوگا ہی روحانی طور پر عاقبت کا فائدہ بہت ہوگا۔ اس دنیا میں بھی آپ کی عاقبت سنور رہے گی اور اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا عقبیٰ سنور جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ ان دونوں تحریکوں میں بھرپور حصہ لیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ جو واقفین عارضی دیر سے منتظر تھے وہ اب میدان میں چھلانگ کا نعرہ بلند ہوا تھا پھر رک گیا لیکن اب پھر میں اس نیت سے کہتا ہوں کہ اگر یہ خدا کی خاطر بھٹی ہے تو ہمیں اپنی جان، مال، عزتیں واقعۃً اس میں جھونک دینی چاہئیں۔ لیکن یہ بھٹی ایسی بھٹی ہے جسے خدا تعالیٰ نے گلزار بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لئے بے دھڑک ہو کر اس میں چھلانگیں لگائیں۔ آپ یقیناً اسے گلزار پائیں گے اور خدا کی رضا کی ابدی جنتیں حاصل کرنے کی جگہ آپ کو میسر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مذکورہ خطبہ جمعہ اخبار بدر کلیۃً اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

خود نوشت سوانح حیات

حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی رضی اللہ عنہ

قسط ۳ (آخری)

مکرم شیخ خورشید احمد صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل حال مقیم ٹورانٹو

دسمبر ۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ میں میں قادیان گیا اس جلسے میں حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی دو تقریریں تھیں کو میں نے سنا ان کے سننے کے بعد ایک تو یہ بات میری سمجھ میں آگئی کہ ایمان بالملائکہ کی کیا ضرورت ہے۔ ایمان کی باقی ضروریات تو سمجھ میں آتی تھیں یعنی اللہ تعالیٰ پر کیوں ایمان لایا جائے رسولوں پر اور کتابوں پر اور روزِ آخرت پر ان سب کی ضرورت تو سمجھ میں آتی تھی لیکن ایمان بالملائکہ اس وقت میرے لئے ایک معمہ تھا دوم حضرت خلیفۃ اوّل نے فرمایا کہ ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ کئی قسم کا نیک سلوک کر سکتا ہے مثلاً بھوکے کو کھانا کھلانا پیاسے کو پانی پلانا اور ننگے کو کپڑے پہنانا یہ سب اپنی اپنی جگہ ثواب کی باتیں ہیں۔ لیکن ایک بہت بڑی نیکی جو انسان دوسرے کے ساتھ کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک بے علم کو علم پڑھا دیا جائے۔ جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے فیروز پور آنے کے بعد میری طبیعت اس بات کے لئے آمادہ نہ تھی کہ مسلمانوں کے فائدہ کیلئے اجتماعی قسم کے کسی کام کو ہاتھ ڈالا جائے کیونکہ میرے تجربے کے مطابق جہاں جہاں مسلمانوں میں اسلامی مدارس قائم ہوئے ان کی حالت عملہ کے لحاظ سے اور دیگر اخراجات کے لحاظ سے بہت ناقص ہوتی تھی اس لئے میں کسی اسلامی سکول کے کھولے جانے کے حق میں نہیں تھا مگر حضرت خلیفۂ اوّل کی یہ تقریر سننے کے بعد میں نے اسی جگہ بیٹھے ہوئے یہ عزم کر لیا کہ فیروز پور واپس جا کر مسلمانوں کا کوئی نہ کوئی مشترکہ کام شروع کیا جائے اور وہ اس رنگ میں ہو کہ بجائے اپنا سکول کھولنے کے متمول لوگوں سے چندہ جمع کر کے غریب اور مستحق طلبا کو کتابیں خریدنے اور دوسری ضرورت کے لئے وظیفے دیئے جائیں تاکہ وہ اچھی طرح اپنی تعلیم گورنمنٹ سکولوں میں حاصل کر سکیں میری اس تجویز کو فیروز پور کے مسلمانوں نے بہت پسند کیا اور مجھے ہی اس کا سیکرٹری بنا دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کافی رقم مسلمان طلبا کی امداد کے لئے جمع ہونی شروع ہو گئی۔ چند مہینے میری اس سکیم پر عمل ہوتا رہا حتی کہ میں یکم اگست ۱۹۰۹ء کو احمدی ہو گیا اس پر لوگوں میں شور اٹھا۔ باوجود اس کے کہ مجھے ایسی حالت میں اس سکیم کا سیکرٹری بنایا گیا تھا جب کہ عامۃ الناس کو علم تھا کہ میرے خیالات احمدیت کی طرف مائل ہیں تاہم احمدی ہونے پر میں نے سیکرٹری شپ سے استعفیٰ پیش کر دیا۔ اس انجمن کی مجلس عاملہ نے جس میں قریباً ۲۵ کس شامل تھے یہ فیصلہ کیا کہ احمدی ہونے کے باوجود مجھے اس عہدہ پر قائم رہنا چاہئے اس فیصلہ کی رو سے میں اپنے احمدی ہونے کے بعد بھی تیرہ مہینے تک اس انجمن کا کام کرتا رہا ستمبر ۱۹۱۰ء میں میں تین ماہ کی رخصت لے کر ترجمہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے قادیان آگیا۔ قادیان جاتے وقت میں اپنے ایک غیر احمدی دوست کو اس آسامی کا چارج دے گیا۔ واپس آکر میں نے ان لوگوں سے قطع تعلق کر لیا۔ اسی عرصہ میں مرزا ناصر علی صاحب کی بیعت کرنے کی اطلاع مجھے قادیان میں ملی۔

مباحثات:۔ فیروز پور میں ۱۹۲۰ء میں غیر مبایعین کے مبلغ مدثر شاہ صاحب سے میرا مناظرہ ہوا۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب سے بھی میرا ایک مناظرہ ہوا موضوع تھے (۱) معیار صداقت (۲) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ شرائط یہ طے پائیں کہ دونوں طرف سے ۲۵-۲۵ آدمی شامل ہوں گے۔ سامعین میں سے ہر ایک پنسل کاپی نوٹس لینے کیلئے ساتھ لائیں۔ فریقین دو دو تقریریں کریں گے۔ ایک ایک گھنٹہ کی۔ چنانچہ پہلے میں نے ایک گھنٹہ تقریر کی اور قرآن کریم کی رو سے صداقت انبیاء کے مشترک معیار پیش کئے۔ پھر مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر کی۔ غروب آفتاب کے قریب مناظرہ بند ہوا۔ بعد میں بابو محمد امیر صاحب نے کہا آج احمدیت کی فتح ہوئی ہے۔ چنانچہ تمام احمدی دوستوں نے شکرانے کا سجدہ ادا کیا۔ مناظرہ کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے ایک آدمی سے پوچھا کہ کیا حال رہا؟ اس نے کہا ہماری حالت بہت خراب رہی ہے۔

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۱ پر)

ابدی حیات کی طرف

از:- مکرم آفتاب عالم صاحب ایم۔ بی۔ اے۔ بھاگلپور (بہار)

اس وسیع و عریض کائنات کا ایک چھوٹا حصہ ہماری خوبصورت دنیا ہے۔ خدائے برتر و بالا نے اس کو خوبصورتی کو دوبالا کرنے کی غرض سے اپنی خود بزبر مقربین حضرت انسان کی تخلیق کی اس توقع کے ساتھ کہ وہ خدا کا عبد بن کر ایک ایسے نظام کا امین بنے گا جو خدائے بزرگ و برتر کی رضا کا ضامن ہو۔ لیکن حضرت انسان چونکہ "بھٹکنے والے مادے" سے تخلیق ہوئے ہیں۔ اس لئے اپنی تخلیق کے ساتھ ہی خوب سے خوب تر کی تلاش میں مصروف اور سرگرداں ہے کہ جیو اور سکون کے متلاشی کیوں نہ "تاریک گلیوں" میں بھٹک رہا ہے۔

بھٹکنے کی داستان تو ایک غلط فہمی سے شروع ہوئی تھی لیکن بھٹکتے رہنے کی وجہ صرف انسان کی سرکشی ہے۔ اور یہ ایک ایسی داستان ہے جس نے یقیناً اس کائنات کے ذرے ذرے کو محو حیرت میں ڈال دیا ہوگا کہ آخر خدا کی یہ مخلوق جو ایک حقیر سیال سے وجود میں آئی ہے اتنی سرکش کیسے ہوگئی۔ سرکشی کی وجہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر سے ہوگیا یا خدا کا الرحم الراحمین ہونا۔ اتنا تو ضرور ہے کہ اپنی سرکشی کی بہت بڑی قیمت انسان چکاتا آرہا ہے۔

بھٹکتے بھٹکتے انسان آج اُس مقام پر آگیا ہے کہ ایک عارف باللہ نوح، لوط وغیرہ جیسی کئی قوموں اور کئی نسلوں کے دور کو صرف ایک نسل میں سمٹتے دیکھ رہا ہے اور چشم بصیرت سے خدا کے اس جلال کو دیکھ کر حیران و پریشان ہے جو نہ جانے کتنی قوموں اور نسلوں میں بٹی تھی۔ صرف خدا کا پیغام ٹھکرانے کی وجہ سے شعیبؑ کی قوم تہ و بالا کر دی گئی تھی تو خدا کے نائب حضرت انسان کا وقار مجروح کرنے کی وجہ سے لوطؑ کی قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا تھا۔ جتنا زیادہ آپ غور کریں گے یہ بات روشن ہوگی کہ آج کا انسان ان ساری سرکشیوں کا مورد بن رہا ہے۔ جن میں صرف ایک سرکشی کی وجہ سے ان ایک ایک قوم کو نیست و نابود کر دیا گیا تھا۔ کیا اگر خدا کی گرفت آگئی تو ساری دنیا بیک وقت عاد، ثمود، مدین اور قوم لوط وغیرہ کی بستیوں کا نظارہ نہیں دیکھے گی؟

کیا یہ ایک حقیقت نہیں ہے کہ آج کا انسان اپنی ہی جلائی ہوئی اس آگ میں جل رہا ہے جو دھیرے دھیرے خدا کی غیرت کو ابھرنے کی دعوت دے رہی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ صرف ماپ تول میں بے ایمانی کرنے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی وجہ سے خدا نے شعیبؑ کی قوم کو اس زلزلے میں نہیں ڈال دیا تھا کہ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے کی حالت میں پڑے رہے؟ کیا آج کا انسان انہی غلطیوں کو دہرا کر امن و سکون کی توقع کر سکتا ہے؟ صرف یہ ہی نہیں بلکہ سرکشی کی تو ایک لمبی داستان ہے۔ دوسروں کی حقوق تلفی، خدا کی بنائی ہوئی سرزمین پر اکڑ کر چلنا۔ اپنی ذمہ داریوں سے منہ موڑنا، دادا گیری، دل لگیوں میں اخلاق کے سارے تقاضوں کا مذاق اڑانا، اپنی حقیقت کو بھول کر خود کو اس کائنات کا خالق و مالک بنانا وغیرہ وغیرہ۔ آج کے انسان کا امتیازی نشان بن چکا ہے۔ آج کا انسان سکون کی خاطر کہیں خود ننگا ہو رہا ہے تو کہیں اس کے جسم سے کپڑے کا ایک ایک ریشہ اتارا جا رہا ہے۔ کبھی وہ شراب، چرس و دیگر نشیلی ادویات میں اپنی کھوئی ہوئی جنت کو ڈھونڈ رہا ہے۔ کبھی فرائڈ کے فلسفے اس کی پناہ گاہ بنتے ہیں تو کبھی مارکسزم اور کیپٹلزم کے بیچ پینڈولم بن کر اس ابدی نظام حیات کی جستجو کرتا ہے جس میں اُس کی بقاء پنہاں ہے۔ کہیں خدا کے پیغام کو توڑ مروڑ کر بہشت کی تمنا کرتا ہے تو کبھی لا مذہبیت کی سنگلاخ چٹانوں سے امن، سکون و ابدی حیات کی خاطر اپنا سر پھوڑتا ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ہر طلوع ہوتا ہوا سورج انسان کو "بے چین" ہی پاتا ہے۔ اور ہر غروب ہوتا ہوا سورج اُس کے سکون کی پیاس کو بڑھا ہوا دیکھتا ہے۔

کیا اس تلاش کی کوئی منزل نہیں کیا بھٹکے ہوئے انسان کی تقدیر میں امن و چین کی وادی نہیں؟ کیا انسان ظلمات کے اندھیروں میں روشنی کی ایک ایک کرن کی خاطر یوں ہی بھٹکتا رہے گا؟ کیا اپنے دکھوں کی تسخیر اس کی قسمت نہیں؟ آخر کب تک وہ سراب کے ریگزاروں میں ننگے پاؤں چلتا رہے گا؟ یقیناً اُس وقت تک جب تک انسان اس حقیقت کا صحیح معنوں میں اعتراف نہیں کر لیتا کہ اس کا ایک خدا ہے۔ صرف اعتراف ہی نہیں بلکہ اپنی روح کی گہرائیوں سے خدا کی حاکمیت و ربوبیت کی شہادت نہ دے اور اس کے جسم کا ایک ایک ذرہ اپنی ہر حرکت سے اس شہادت کی سچائی پر مہر ثبوت نہ کر دے۔ وہ اس حقیقت کا بھی اعتراف کرے کہ ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے۔ خوبصورت عمل کا نتیجہ اچھا حسین رد عمل ہوا کرتا ہے۔ اور غلط اور بد عمل کا رد عمل لازماً بھیانک اور کریہہ ہوتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ چونکہ خدا ارحم الراحمین خالق ہے اس لئے اس نے جو بھی احکام نازل کئے ہیں وہ کلیتہً حضرت انسان کے فائدے کے لئے ہیں۔ جب کوئی دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو لازماً وہ اپنے ارد گرد ایسا معاشرہ تشکیل کرتا ہے جو اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اس لئے گو دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا خدا کا حکم ہے لیکن دراصل اس حکم کے پیچھے خدا کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ اس حکم پر عمل درآمد میں اطمینان و سکون ہو کہ کسی بھی

پیغمبر کی شکل میں بھیجتا ہے یا سیاسی [illegible] [illegible] اپنی غلطیوں کی تباہی کو ذہن نشین کرنا ہے اور مستقبل کی پریشانی سے خالی ہو تو اُسے خدا کے اُن سارے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہوگا جو قرآن مقدس میں بیان ہوئے ہیں۔

خدا کے احکام کو ماننے کا سب سے آسان گر یہ ہے کہ انسان صحیح معنوں میں خدا کا عبد بننے کی کوشش کرے۔ جہاں ایک طرف وہ خدا کی تشبیہی صفات کو اپنے وجود میں زندہ کرنے والا ہے تو دوسری طرف خدا کی انذاری صفات کے آئینہ میں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے والا ہو۔ خدا کی تشبیہی صفات میں اُس کی ایک صفت رحمانیت ہے یعنی بن مانگے دینے والا۔ یہ خدا ہے جس نے انسانوں کی ضروریات کو محسوس کر کے بنا انسانوں کے مانگے اُن کے لئے سورج، چاند، ستارے، ہوا، پانی وغیرہ پیدا کئے۔ خدا کا ایک عابد بندہ خدا کی رحمانیت کو اپنے وجود میں زندہ کرتے ہوئے اپنے ماحول اور معاشرہ کی ضروریات کو دھیان میں رکھتے ہوئے کوشش کرتا ہے کہ وہ کچھ دینے والا بن جائے اگر وہ راستے کا کانٹا اور پتھر بھی ہٹاتا ہے کہ راہ گذر کے پاؤں زخمی نہ ہوں تو یقیناً وہ رحمن خدا کی صفت کا امین بن کر ابھرتا ہے۔

خدا کی ایک صفت اس کا رزاق ہونا ہے۔ یہ خدا ہے جو ایک حقیر کیڑے سے لے کر حضرت انسان تک کو رزق عطا کرتا ہے۔ اگر کوئی بندہ خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ کو غریبوں اور مسکینوں اور ضرورت مندوں کو رزق مہیا کرتا ہے تو یقیناً وہ خدا کی صفت رزاق کو اپنے وجود میں زندہ کرنے والا عبد ہے۔ اس طرح خدا کی بہت سی ایسی صفات ہیں جن کی اگر حضرت انسان نقل کرے تو جہاں ایک طرف وہ زمین میں خدا کے محبوب کا لقب پاتا ہے تو دوسری طرف عالم انسانیت کو وہ نظام دیتا ہے جہاں بھٹکتی ہوئی انسانیت منزل پا جاتی ہے اور بے قرار و بے چین انسان جنت کی وادیوں کی سیر کرنے والا بن جاتا ہے پھر اسے نہ تو تپتے ریگزاروں میں ننگے پاؤں چلنے کی ضرورت رہتی ہے اور نہ ہی سنگلاخ چٹانوں پر بھٹکنے کی۔

اُس معاشرہ کی تعمیر میں جس کا خواب انسان اپنی تخلیق کے وقت

سے دیکھتا آرہا ہے، حضرت انسان کو خدا کی ان صفات پر بھی دھیان دینا ہوگا جو اپنے اندر انذاری صفات رکھتی ہیں۔ خدا جزاء و سزا کے وقت کا مالک ہے۔ (مالک یوم الدین)

اگر انسان خدا کو نیکیوں کی جزا دینے والا یقین کرے تو یقیناً ان احکام کے پورا کرنے سے نہیں اجتناب کرے گا جن کو خدا نے نیکی قرار دیا ہے۔ جیسے والدین سے حسن سلوک، غرباء کی دیکھ بھال، بھوکوں کو کھانا کھلانا، امانت، ایفائے عہد، ایثار، حسن ظن، صداقت، عفو، صبر، عدل و احسان، ماتحتوں سے حسن سلوک وغیرہ۔ اسی طرح جھوٹ۔ چوری۔ دوسروں کی حق تلفی، بدگمانی، عیب لگانا، تحقیر و تمسخر، غیبت، خیانت، زنا وغیرہ جو سب گناہ ہیں اور سب کی اپنی اپنی سزا مقرر ہے۔ خدا کو سزا دینے والا مان کر کوئی کیسے گناہوں کے ان پیالوں کو پی سکتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان اگر خدا کی صفت مالک یوم الدین کو ہی اپنے دل کی گہرائیوں سے ماننے والا بن جائے تو اس حسین و خوبصورت اور سرسبز و شاداب زمین کو وہ ابدی نظام میسر آ جائے جس میں انسان کی حیات و انسانی اقدار کی بقا چھپا ہے۔ لیکن گناہوں کی زیادتی اور غلطیوں کی تکرار نیز نیکی کی روح کا کچلا جانا اپنے آپ میں ایک قوی شہادت ہے کہ انسان خدا کو مالک یوم الدین نہیں مانتا۔ آج کا بگڑا ہوا معاج اور بیراہ روی پر لیٹا انسان مجھے یہ بتاتا ہے کہ ان کی اس بدتر حالت کی وجہ خدا کی اس صفت کا جاری و ساری رہنا ہے۔ بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا کی جزا کے بغیر انسان خوش و خرم رہ سکے۔ اور خدا کی سزا پورے معاشرہ کو بد سے بدترین حالت میں نہ دھکیلتی رہے۔ تصور تو کیجئے کہ وہ معاشرہ کیسا ہوگا جس میں۔

(الف) ہر وہ اچھائیاں جو انسانوں کے لئے فائدہ مند ہیں نفس کے دائرہ سے باہر ہیں۔

(ب) اچھائیوں کو ادا کرنے سے تو خود کی جزا ملنی چاہیئے اس کا فقدان ہے۔

(ج) ہر وہ خرابیاں جو انسانوں کے لئے ہلاکت ہیں، اپنی جڑ بہت مضبوطی سے پیوست کئے ہوئے ہیں۔

(د) ان خرابیوں کی وجہ سے خدا کی سزا کا قانون جاری ہو رہا ہے۔

درج ذیل امور کا موجود ہونا ہمارے سامنے ایک ایسے بھیانک معاشرے کی تصویر پیش کرتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان دکھوں کے اتھاہ سمندر میں ڈوبتا جا رہا ہے۔ اس لئے اگر حضرت انسان نئی زمین اور نیا آسمان تعمیر کرنا چاہتا ہے تو اسے جہاں ایک طرف اچھائیوں اور خرابیوں کا یقینی علم پیدا کرنا ہوگا تو دوسری طرف خدا کی صفت مالک یوم الدین کی حقیقت کا اعتراف کرنا ہوگا۔

مالک یوم الدین کے ساتھ جب خدا کی صفت عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ کو ملایا جائے تو ذہن میں ایک ایسے معاشرہ کا تصور ابھرتا ہے جس میں کسی قسم کا فریب نہیں۔ اور نہ ہی کسی قسم کا دوغلا پن ہوتا ہے۔ اگر انسان خدا کو حقیقت میں عالم الغیب مانے تو نا ممکن ہے کہ وہ ان خفیہ گناہوں کی وادی کی سیر کرے جو خدا کے ابدی نظام حیات کے متوازی خوبصورت اور سرسبز و شاداب دکھائی دیتی ہے۔ لیکن اصل میں وہ صحرا سراب ثابت ہوتی ہے جس میں بھٹکتے بھٹکتے انسان نہ صرف اپنے وجود کا قاتل بن جاتا ہے بلکہ نہ جانے اپنی کتنی ہی نسلوں کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ جتنا غور کریں گے اتنی ہی تلخ حقیقت سامنے آئے گی کہ ہزاروں گناہ ہیں جو صرف اس وجہ سے دہرائے جا رہے ہیں کہ خدا غائب کا علم نہیں رکھتا۔ انسان اپنی کم فہمی میں اپنے دل کو بہلاتا رہتا ہے کہ کسے پتہ میں کیا کر رہا ہوں۔ لاتعداد جھوٹ ہیں، فریب ہیں اور گناہوں کے دلدل ہیں جس میں سے گذرے ہوئے وقت کے انسانوں کے نقش پا پر آج کا انسان قدم مار رہا ہے اور اسی طرح گذرتے ہوئے ہر شے کے ساتھ دو چہروں والے انسانوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ خوبصورت اور دلکش ظاہر لیکن نہایت ہی بھیانک باطن اور بالکل اسی طرز کا معاشرہ بھی تعمیر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ دل کو خوش کرنے والے خدوخال کا سا معاشرہ اصل میں اتنا بدنما ہوتا ہے کہ ہر آنے والی نسل ایک دوسرے سے بڑھ کر اخلاقی اقدار کا مذاق اڑانے والی بن جاتی ہے۔ اور ایسا صرف اس لئے ہوتا ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان اپنے اعمال پر ملمع سازی کا پردہ ڈالتا رہے اور عالم الغیب کی نظروں سے اوجھل ہو۔ سزا کا قانون تو بہر حال جاری و ساری رہتا ہے ہاں جزا دینے کا کوئی بھی رستہ کھلا نہیں رہتا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آج ہم کسی باپ کی مطابع عزیز سے شادی کرنے کے لئے پیسوں اور جہیز کی مانگ کریں اور کل کو ہمیں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی شادی کرنے میں نقد اور جہیز نہیں دینا پڑے؟

NEWTON'S THIRD LAW OF MOTION تو عمل کے برابر ردِ عمل کی بات کرتا ہے لیکن مذہب کی دنیا عمل سے کہیں بہت زیادہ ردِ عمل ہونے کی حقیقت کا پردہ چاک کرتی ہے۔ اور حقیقت میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت انسان اگر اس معاشرہ کی تعمیر کرنا چاہتا ہے جس کا ظاہر بھی اور باطن بھی ایک ہی ہو تو اسے خدا کا عالم الغیب ہونے کا عملی اقرار کرنا ہوگا تبھی ایک ایسا نظام معرض وجود میں آئے گا جو جھوٹ پر مبنی نہیں ہوگا۔ کوئی ملمع سازی نہیں ہوگی کسی قسم کا فریب نہیں ہوگا۔ ہر انسان ایک نظر سے دیکھا جائے گا اور معاشرہ ان کھلی کھلی بے حیائیوں سے پاک ہو جائے گا جن کی شروعات ڈھکے چھپے انداز سے ہوتی ہیں اور جو انسانی رشتوں کو پامال کر دیتی ہیں اور انسانی اقدار کے جنازے نکال دیتی ہیں۔

کوئی بھی نظام اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ہمارے دل اس حقیقت کا اعتراف نہ کر لیں کہ ہمارا ایک زندہ خدا ہے جس کی کوئی بھی صفت معطل نہیں۔ اس اعتراف کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم خدا کی تبشیری صفات کی قندیل سے اپنے وجود کو روشن کریں اور اس کی انذاری صفات کو مدِ نظر رکھ کر جزا و سزا کے قانون سے اپنی آنکھیں اس کبوتر کی طرح بند نہ کریں جو بلی کو اپنے سامنے دیکھ کر کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اب اس کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں کائنات کی اس حقیقت کا بھی اعتراف کرنا ہے کہ ہماری ہر حرکت کی ایک مخالف حرکت بھی ہے زیادہ قوت کے ساتھ۔

جب تک انسان ان حقیقتوں کا اعتراف نہیں کر لیتا اس وقت تک وہ ظلمات کے اتھاہ اندھیروں میں بھٹکتا رہے گا۔ اس کی نسلیں در نسلیں ان ریگ زاروں کی خاک چھانتی رہیں گی۔ جس کا کوئی کنارہ نہیں اور انسان یوں ہی بے چین پریشان سنگلاخ و بے رحم چٹانوں سے اپنا سر پھوڑتا رہے گا اور خدا کی جنت جو اس کی تقدیر بنائی گئی تھی اس سے دور اور دور بھاگتی رہے گی۔

پس ہم، فرزندان احمدیت! جو اس کائنات کے ذرے ذرے کو اپنا رخدا کا بندہ ہونے کے بلند دعوی پر) گواہ ٹھہرا رہے ہیں اور سسکتی انسانیت کے مردہ جسم میں اس ابدی نظام حیات کے پیغام سے زندگی کی حرکت پیدا کرنا چاہتے ہیں جس کی شروعات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی اور جس کے خدوخال کو حضرت مہدی علیہ السلام نے دوبارہ دنیا پر آشکار کیا۔ اگر ہم خود ہی اپنے معاشرہ کو اس ابدی اور دائمی نظام حیات سے سجا اور سنوار نہیں سکے تو جہاں انسانیت کی آخری امیدوں کے ہم قاتل ہوں گے وہاں لازماً خدا کی سزا کے زیادہ حقدار بنیں گے ✚

دَورہ نمائندہ بدر

جملہ جماعتہائے احمدیہ تامل ناڈو و کیرلہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ماہ جولائی کے آخر سے مندرجہ صوبہ جات کا دورہ کر رہے ہیں۔ اخبار بدر کی توسیع اشاعت و مالی اعانت کے لئے موصوف کے ساتھ ہر ممکن تعاون فرمائیں۔ (مینیجر بدر)

کلمہ طیبہ - اور - جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ دل وجان کے ساتھ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان رکھتی ہے۔ باوجود اس کے جماعت احمدیہ کے مخالف ... پر مُصر ہیں کہ ہم دکھاوے کے طور پر کلمہ طیبہ پر ایمان رکھتے ہیں اور دل سے ہم اس کلمہ پر ایمان نہیں رکھتے۔ ایسے مخالفین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث ٹھنڈے دل سے مطالعہ کرنی چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے کہیں وہ غضب الٰہی اور غضب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مورد تو نہیں بن رہے۔ پڑھیئے مسلم شریف کتاب الایمان میں کیا لکھا ہے؟ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"بعثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی سریۃ فصبحنا الحرقات من جہینۃ فادرکت رجلا فقال لا الٰہ الا اللّٰہ فطعنتہ فوقع فی نفسی من ذلک فذکرتہ للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اقال لا الٰہ الا اللّٰہ وقتلتہ؟ قال قلت یا رسول اللّٰہ انما قالہا خوفا من السلاح قال افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم اقالہا ام لا فما زال یکررہا علی حتی تمنیت انی اسلمت یومئذ۔"

ترجمہ:- رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک معرکہ پر بھیجا ہم صبح صبح جہینہ میں الحرقات بستی میں پہنچے (میدان جنگ میں) ایک شخص مدمقابل کو میں نے پکڑ لیا جب میں اس کو نیزہ مارنے لگا تو اس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا باوجود اس کے میں نے اس کو مار دیا۔ اس پر میرے دل میں ایک خلش سی رہ گئی اور میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نہایت تعجب سے) فرمایا کیا باوجود لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کے تو نے اُس کو قتل کر دیا میں نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صرف ہتھیار کے خوف سے پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ تجھے پتہ لگ گیا تھا کہ اس نے دل سے کہا ہے یا نہیں (حضرت اسامہ کہتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو اتنی بار دہرایا کہ میں یہ خواہش کرنے لگا کہ کاش میں اس دن تک مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔

اب بتائیے کہ اس حدیث مبارک کے ہوتے ہوئے کس پیمانے سے اور انصاف کے کس ترازو سے آپ احمدیوں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ دل سے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہیں پڑھتے۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"مجھے اللہ جل شانہ کی قسم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے اور ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائیگا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا"

(کرامات الصادقین ص۲۵ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۶۷)

بفضلہ تعالیٰ ہمارا کلمہ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور دل وجان سے اسی پر عمل کرتے ہیں۔ خواہ مخالف ملاں ہم پر کتنے ہی الزام لگائیں، بہتان باندھیں۔ اس مبارک کلمہ سے ہماری وابستگی کو ختم نہیں کر سکیں گے۔

ہمیں تو آج بھی اس پاک و طیب کلمہ کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے بارگاہ رب العزت میں پیش کرنے کی سعادتیں حاصل ہیں کتنے ہی مظلوم احمدی ہیں جنہیں صرف اور صرف اس کلمہ کے پڑھنے اسے لکھنے اور سینوں پر لگانے کی سزا میں پاکستان کے حکمرانوں اور مولویوں نے شہید کر دیا اور جیلوں میں بند کر دیا۔

ہمارا کلمہ تو سرور کائنات فخر موجودات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہے لیکن دیوبندیوں کا کلمہ ملاحظہ فرمائیں۔

"اشرف علی رسول اللّٰہ"

(رسالہ الامداد ۸ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۴-۳۵ از مولانا اشرف علی صاحب مطبع امداد المطابع تھانہ بھون)

یہی وہ کلمہ ہے جو بریلوی حضرات دیوبندیوں پیش کرتے ہیں اور دیوبندیوں کا مذکورہ بالا کلمہ بتاتے ہیں۔ دیوبندیوں کو چاہیئے کہ وہ بریلویوں کے اعتراض کے نتیجہ میں اپنا مسلک یکسر چھوڑ دیں۔ بصورت دیگر ان حرکات قبیحہ سے تائب ہو کر امام زمانہ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں۔ اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو! اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے۔

دیوبندیوں کا کلمہ

جسکی وجہ سے بریلوی علماء انکو کافر کہتے ہیں

دیوبندیوں کی کتب میں مذکور درج ذیل کلمہ کے باعث بریلوی علماء دیوبندیوں کو کافر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا الزام لگاتے ہیں اور ان کو مرتد سمجھتے ہیں۔ بقول ان کے ان دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ انہیں مسلمانوں کی مساجد میں گھسنے نہ دیا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دی جائے۔

کلمہ درج ذیل ہے:

"اشرف علی رسول اللّٰہ"

(رسالہ الامداد ۸ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۴-۳۵ از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مطبع امداد المطابع تھانہ بھون)

بقیہ صفحہ ۸

احمدی لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں دلیل کا جواب نہیں دیا گیا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مناظرہ کی رپورٹ پیش کی گئی تو آپ نے اس امر پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا کہ مرکز سے مبلغ منگوانے کی بجائے خود مناظرہ کیا اور کامیابی حاصل کی الحمدللہ

میر مدثر شاہ صاحب (غیر مبائع) سے جو مناظرہ ہوا اس میں غیر مبائعین کی طرف سے خان بہادر غلام رسول صاحب تمیم صدر تھے۔ مناظرہ کے اختتام پر خان بہادر صاحب موصوف نے اپنے مناظر میر مدثر شاہ صاحب سے مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس ان کی فلاں دلیل کا جواب ہے تو دیں ورنہ ہم اٹھ کر جا رہے ہیں گویا اس مناظرہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں کامیابی عطا ہوئی الحمدللہ۔

منادی

مسلمانو! سنو وہ آگیا مہدی محمدؐ کا
رسولِ پاک کا فرمان واضح ہو چکا پورا
ہوئے منتظر تم وہ نہ آئے گا قیامت تک
صدی اب پندرہویں آئی وہ اترے گا فلک سے کب
قرآنِ پاک نے بتلا دیا کہ مر گیا عیسیٰؑ
نہ مر کر آئے گا کوئی نبی اور نہ کوئی عیسیٰؑ
ہاں جس عیسیٰ نے آنا تھا وہ امت سے ہی آنا تھا
یہی وہ راز تھا مہدی نے جو سب کو بتانا تھا
خدا کے حکم سے ایمان گر لاؤ مسیحا پر
خدا کے نور سے ہو جائیں گے روشن تمہارے گھر
مسیح کے در پہ آنے سے ملے گی زندگی تم کو
نکل جاؤ گے ظلمت سے ملے گی روشنی تم کو
میرے بھائیو نصیحت ہے میری تم کو عزیزانہ
کرو تم پیش مہدی کو خلوصِ دل کا نذرانہ

(خواجہ عبدالمومن۔ اوسلو ناروے)

شکریہ احباب

میرے شوہر مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل سابق ایڈیٹر بدر کے وصال پر جماعت کے کثیر احباب کی طرف سے تعزیتی خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا ممکن نہیں۔ اخبار بدر کے ذریعہ میں ان تمام احباب کی ازحد مشکور ہوں۔ جنہوں نے اس غم کی گھڑی میں ہماری دلجوئی کی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

خاکسار رفیعہ بیگم اہلیہ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مرحوم

دردمندانہ دعاؤں کی عاجزانہ درخواست

خاکسار کی تیسری بہو عزیزہ سیدہ خوشنودہ بیگم عقیل سلمہا جو مکرم سید بشیر الدین احمد صاحب قادیان کی بیٹی ہے کو زچگی کے تین ماہ بعد اچانک بخار کی کیفیت شروع ہو گئی جب گھر پر مسلسل علاج و معالجہ کے باوجود درجہ حرارت نارمل نہیں ہوا تو ہسپتال میں داخل کرایا گیا جہاں بیماری نے اور بھی زیادہ تشویشناک صورت اختیار کر لی اور کمر سے نیچے کا تمام حصہ مفلوج ہو گیا اور پھر مسلسل بستر پر رہنے کی وجہ سے کمر پر چار گہرے زخم ہو گئے اب ڈاکٹروں نے اصل بیماری کا علاج بند کر کے پہلے ان زخموں کو خشک کرنے کیلئے ادویات اور انجیکشن دینے شروع کئے ہیں۔ عزیزہ کی حالت قابل رحم ہے۔ جس کی وجہ سے ہم سب پریشان ہیں عزیزہ کے شوہر عزیز عقیل احمد کا کاروبار بھی متاثر ہو رہا ہے بزرگان اور احباب جماعت کی خدمت میں عزیزہ کی کامل و عاجل شفایابی اور ہم سب کی پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (زینت بیگم اہلیہ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب مرحوم کلکتہ)

درخواست دعا:- محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب اردل بہار کے فرزند عزیز شاہ خلیل احمد سلمہ، نے امسال A-S-I کا امتحان دیا ہوا ہے پرچے اچھے ہوئے ہیں لیکن ریزلٹ نکلنے میں کسی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

اسی طرح موصوف کے چھوٹے فرزند عزیز شاہ ناصر احمد جسے میڈیکل میں داخلہ مل چکا ہے کی اپنے مقصد میں کامیابی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے بھی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(خاکسار خورشید احمد انور ناظم وقفِ جدید قادیان)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.

بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ اور بہترین دعا الحمد للہ ہے (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM-679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE - UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES / GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378, 4B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI - 110002 (INDIA)
PHONES - 011-3263992, 011-3282643
FAX - 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF:-6378622 RESI:-6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST)
BOMBAY-400099

ارشادِ نبوی
اَلْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْم
(عملوں کا دارومدار انجام پر ہے)
- (منجانب) -
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں
— (کشتی نوح) —
Starline
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
CALCUTTA-700015
پیش کرتے ہیں
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

YUBA
QUALITY FOOTWEAR

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ
- (پیشکش) -
پانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206